

ببین تو فوق خلا و جهان رسول النور جان

کتاب مستطاب خزینه فضائل و بركات و گنجینه سنده
موعظت و ذخیره نجات شواهد انوار المسی به



CHECKED

اختصار فی فوائد

من نیایج انکار فلک قاری جامع علوم ظاهر باطن حضرت مولی
عاجی محمد محی الدین صاحب قادیان امداد اللهی تخلص خاطر دام فیضیه

در مطبع محبوب شاهیه واقع حیدر آباد دکن طبع شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و سپاس خالق الناس و نعمت جناب قدسی اساس خیر البشر خاتم الانبیاء
 صَلَّی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وَاَزْوَاجِہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 کے واضح ہو کہ یہ چند فوائد مختصر ہیں جنکو میں نے حسب فرامین اپنی
 اہمیت کے لکھا اور چند عقاید ارباب تصوف کے متفرق متفرق جو ضروری
 تھے صاف صاف بیان کیا تاکہ جلد فہم میں آوے اور تشفی بہم پہنچے اور عقیدہ
 صحیح سے فائدہ آخرت کا حاصل ہووے۔ نام تاریخی اسکا اختصار ہی کیونکہ
 نہایت مختصر لکھا ہوں خدا تعالیٰ ہر شایقین کو اس سے بہرہ بخشے اور اعتقاد
 ملاحدہ سے بچاوے اور اپنے رسول مقبول صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی
 عطا فرماوے اور اصل مقصد کو پہنچاوے۔ آمین ثم آمین یاد اللعالمین ۵

مختصر

حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے تمام مخلوقات میں انسان کو شرف دیا کتاب و روئے کو
 نازل پیغمبروں کو روانہ فرمایا تاکہ اول اپنے خالق کو پہچانے بعد

اوسکی پرستش کریں اسنے امر و نہی بخوبی بجا لادین پہچانت معرفت کو
کھتے ہیں خدا صاحب کی معرفت تین قسم پر ہے۔

فائدہ

اول معرفت عام مسلمانوں کی جیسا مان باپ یا استاد و اقربا سکھاتے ہیں
یا کتاب پڑھتے ہیں اسی کے بموجب خدا تعالیٰ اور اوس کے رسولوں اور
روز قیامت پر عقاید شرعیہ کے موافق ایمان لاتے ہیں اور حسب طاقت
صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ وغیرہ اعمال کو بجا لاتے ہیں مگر اون لوگوں کو
دلائل عقلی و نقلی سے بخوبی ثبوت عقیدہ کا قوت نہیں اسلئے اس ایمان کو
تقلیدی کہتے ہیں اس میں بھی ہر ایک کا ایمان و اعتقاد ایک طور پر نہیں ہے
ہر ایک کے نیت و شوق کے بموجب امرات دین و صدق یقین میں
زیادہ فرق ہے جس قدر عقیدہ مضبوط ہوگا یقین اور درد دین بھی
زیادہ رہیگا اوس قدر آخرت کا فائدہ اونکو حاصل ہوگا خدا تعالیٰ بہشت
نصیب دیگا مگر اس درجے کے ایمان میں نقصان باقی ہے یہ ادنیٰ درجہ ایمان کا ہے

فائدہ

دوسرا علما و فضلا کا ایمان اعتقاد ہے انہوں نے دلائل عقلی و نقلی سے ثبوت
ہستی و وحدت الہی کا دیا ہے انکا یقین زیادہ استوار ہے ان کے
اعمال بدستی و صفائی ادا ہوتے ہیں اپنے اخلاق کے نیک کرنے پر
قادر ہیں بد اخلاقیوں سے اجتناب کر نیک طریق جانتے ہیں ہر عمل بھی
کرتے ہیں اکثر لوگوں کو ان سے فائدہ دینی پہنچتا ہے اسلئے انکا درجہ اعلیٰ

وارف ہو بہ نسبت درجہ اہل تقلید کے زیادہ بلند و ہیتر ہے مگر ان کے عقیدہ میں
 بھی ہنوز نقصان باقی ہے کیونکہ یہ لوگ دو وجود کے قائل ہیں ایک وجود
 خدا کا دوسرا وجود عالم کا جانتے ہیں خالق و مخلوق میں کسی وجہ سے عینیت
 ثابت نہیں کرتے بلکہ کفر جانتے ہیں خالق و مخلوق میں تمام وجہ سے غیریت
 کے قائل ہیں اس باعث سے محققین کے نزدیک ان کے عقیدے میں شرک
 خفی باقی ہے اسی نقصان کے سبب سے یہ لوگ فقط مومن ہو سکتے ہیں ولایت کا
 مرتبہ حاصل نہیں کر سکتے ہر چند ترک دنیا کرین تعلقات کو چھوڑین نفس کی
 خواہشات کو ترک کرین زاہد متقی بنین ایمان کا درجہ بڑا پائین مگر ولایت اور
 کشف سے محبوب ہیں خدا کے قرب و وصال سے محروم فقط تیسرا درجہ ایمان
 و اعتقاد اہل تحقیق کا ہے انہوں نے اعتقادات و عبادات شرعی تمام و کمال
 ادا کرتے ہیں اور خلاف شرع شریف عمل نہیں کرتے وحدت الوجود کے
 اور عینیت اور غیریت کے قائل ہوتے ہیں اور کمال مجاہدہ نفس سے درجہ
 اعلیٰ حاصل کرتے ہیں یہاں تک کہ کشف ہوتا ہے جو اولیاء غوث قطب کج
 ہوئے ہیں اور ہوتے آئے ہیں اسی تیسرے درجہ کے ایمان و اعتقاد
 سے ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں۔

فائدہ

اس تیسرے درجہ کا ایمان اعتقاد جسکو حاصل ہو وہ معادلی نہیں ہو سکتا
 قرب الہی یا نہیں سکتا فقط اس اعتقاد صحیح سے ایمان کامل حاصل ہوا
 اور کو عارف باللہ کہتے ہیں شرک خفی سے باہر آیا اپنی ہستی مبرا ہو گیا

حقیقت سے واقف ہوا دوم درجہ کے ایمان و اعتقاد والوں سے
اس عارف کا درجہ صد چند آخرت میں بلند و بالا رہیگا۔

فائدہ

مرتبہ ولایت اور دولت قرب و وصال الہی حاصل ہونے کے واسطے
محنت اور مشقت مقررہ اور جذبہ غیبی شرط ہے اور جذبہ غیبی محض غیب
الہی ہے محنت و مشقت یہ ہے کہ پیر کامل سے تیسرے درجہ کا ایمان
اعتقاد حاصل کر کے تعلقات ظاہری اور شہوات جسمانی اور جوارات
فانی کہ حواس خمسہ اور حظ نفس سے علاقہ رکھتے ہیں ترک کرنا دل کو محبت
الہی کے سوا سوا اللہ کی محبت اور خواہش و رغبت سے پاک کرنا

اپنی خودی کو دور کرنا جسکو ہندی میں مین پنا اور عربی میں انانیت کہتے
ہیں وہ یہ ہے کہ اپنی ذات کو اور صفات کو اور اپنے افعال کو مستقل اور
اپنے ہین جانتا نہایت بدیہی بلکہ اپنے کو بے وجود اور اپنے صفا
کو خدا کی صفات کا پر تو اور اپنے افعال کو خدا کے افعال کا پر تو
جانے جب ایسا یقین کیا اسوقت نہ وجود نہ نہ صفت رہے نہ افعال
رہے حقیقت میں موجود خدا ہوا حیات علم قدرت ارادت سمیع بصر

کلام یہ صفت خدا کے ہوئے اور تمام افعال اسی فاعل کے ہوئے پس ہم
عارف یک شکل بعض طویل مضغہ عیب ناک بے وجود ویرودہ جاہل عاجز مضطرب

گنگ و کورو کو رہا پھر مین پنا یعنی انانیت کہاں باقی رہی جب ہم
تصور اسکا جم گیا کہ الہی دل پر غالب ہوا سوا کے خدا کے اور رہی

خدا کے اس کے دل میں ماسوا شد باقی نرا اور اپنی ہستی سے بے خبر ہو گیا تب دل میں ایک نور غیب سے پیدا ہوتا ہی اس نور سے تمام غیب اس پر کشف ہوتا ہی ہم جو بات خواب میں معلوم کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں وہ عارف بیداری میں دیکھتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے تزکیہ نفس سے جب احکام بشریت کے مغلوب ہو جاتے ہیں روح قوت پکڑتی ہے یہاں تک کہ جیسا اپنے بدن میں تصرف کرتا تھا دوسرے بدن میں تصرف کر سکتا ہے تمام عالم اس کے حق میں اپنے جسم کے مانند ہو جاتا ہے اس تصرف میں بھی نہایت مرتبہ کا فرق ہے اعلیٰ جب قدر محنت کیا ہو نفس پاک اور دل قوی ہوا ہے اسی قدر تصرفات کا قوت حاصل ہو جاتا ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ اسی تصرفات کا نام کرامت اور معجزہ ہے اسکا بیان بہت طویل ہے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سادات کے عنوان میں بہت خوب صاف و صریح بیان فرما ہے ہیں جو لوگ وہ دیکھتے ہیں اس بات کو خوب سمجھ سکتے ہیں مگر یہ بیان بھی شاید قریب الفہم ہوا اس سبب سے کہ مختصر ہے ورنہ امام محمد کی تمنا میں اور صاف بیانی بیشک کرامت سے خالی نہیں۔

فصل

یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اعتقادات و عبادات شرعیہ کا خلاف کر کے یا اسکا منکر ہو کے یا اوس کو حقیر جان کے کوئی ولی یا قطب نہیں ہو سکتا اعلیٰ درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہ منکر اور گمراہ ہے۔ کیونکہ

یہ اعتقادات ملاحدہ کے ہیں چنانچہ ملاحدہ کا ذکر آخری رسالے
 کے مختصر میں بیان ہو گا پس طالب الہمی کو ضرور ہے کہ اعتقادات
 و اعمال شریعہ پر مستحکم اور مضبوط رہے رسول خدا کی پیروی کے سوا
 یہ راہ حاصل نہ ہو سکیگی۔ یہ راہ تصوف باطن شریعت ہی اس رو سے ہر
 راہ شریعت ہیں مثلاً ظاہر و باطن جسم و روح کے مانند ہی اگر جسم بے روح
 ہو تو مردہ ہی اگر روح بے جسم ہو تو ناقص اور عاجز ہی کیونکہ جسم و روح
 باہم ملکر رہتے تک انسان کہیں گے اور روح کو تصرف کا اختیار ہی در نہ ان
 کا لفظ فقط روح بے جسم پر صادق نہ آویگا اسی طرح راہ تصوف کی مطابق
 شریعت کے ہو تو اس کو راہ حق اور عقیدہ درست نہ کہیں گے سوا اسکے
 اگر یہ ظاہر شریعت مانند پوست کے ہی باطن شریعت یعنی تصوف مانند مغز
 کے پس پوست باقی ہی تک مغز درست اور باقی رہتا ہی اگر بے پوست مغز
 رکھا جاوے تو جلد خراب و گندہ اور ناکارہ ہو جائیگا کام نہ آئیگا فقط
 اس واسطے متابعت شریعت کی اوئی سے اعلیٰ تک عامی سے عارف
 تک ضرور و لازم اور فرض عین ہی جس شخص نے اس کو ترک کیا شیطان
 کے فریب میں آیا مگر بعض مجذوب اور مغلوب الحال اولیاء اللہ سے
 بعض اقوال و افعال خلاف شریعت ظہور میں جو آئے ہیں اور سبب
 یہ ہے کہ آدمی کی عقل برجا رہی تک اس پر حکم جاری ہی جب سلی عقل و
 حواس برجا نہیں حال اس پر غالب آتا ہی تو وہ مغلوب الحال ہو جاتا ہی لہذا
 وہ معذور ہی اس کا حکم دیوانہ اور طفل بے عقل کا سا ہوتا ہی فقط

فائل

بہشت کے درجے اور بہشتیان کے مراتب اور دیدار الہی کی لذت کا
 تقوڑا سا بیان یہاں لکھنا ضرور ہوا بہشت کے درجے زیادہ ہیں اور
 ایک درجے سے دوسرے درجے تک زیادہ فرق ہے بدستور لذت
 و دیدار جمال اقدس الہی تعالیٰ ذکرہ جل شانہ واعظم برائے مین بھی بہت
 درجے ہیں ہر ایک درجے میں زیادہ فرق ہے اسکا مفصل حال
 کیمیاۓ سعادت کے باب محبت سے معلوم ہوگا یہاں بطور اختصار
 قہجائیش کرتا ہوں بالفعل تین درجے لکھتا ہوں اسی پر دوسرے
 درایج قیاس کر لے سکتے ہیں۔

تمثیل

ایک باغ ہے پادشاہی بہت بڑا کمال درجے میں وسیع جسکا حد
 نہیں اس میں اقسام اقسام کے میوے طرح طرح کے نعمتیں اقسام کی آرائش
 و زینت کے اسباب موجود ہیں اس میں بہت سے درجے ہیں کوئی ادنیٰ
 کوئی اعلیٰ کوئی اس سے اعلیٰ مثلاً ایک قوم کے لوگوں کو باغ میں آنے
 کا حکم ہوا انہوں کو باغ کے ایک طرف کوٹنے میں جائے دئے گئے
 حوصلے موافق انہوں کو دمان میوے اور نعمتیں کم درجے کے
 میسر ہوئے اور پادشاہ کی سواری جب اپنے جائے سے باہر
 برآمد ہوتی ہے تو یہ لوگ جو باغ کے کوٹنے میں ہیں دور سے جھپک
 سواری کا اور تجلیات شوکت پادشاہی کو دیکھے اپنے اپنے حوصلے

موافق اس کے دیکھنے سے لذت پائے کیونکہ باغ میں آنے کے اول
 بادشاہ سے کچھ محبت اوس کے دیکھنے کا شوق نہیں رکھتے تھے اس
 سبب چندان علالت نہیں پائے جس جس کے دل میں کچھ شوق تھا
 اس قدر علالت حاصل ہوئی یہ درجہ اہل تقلید اور عوام کا ہے اس کی
 درجہ میں ہزار درجے بقدر مراتب ایمان و اعتقاد و شوق لقاے الہی کے
 قیاس کئے جاتے ہیں دوسرا درجہ باغ کا جو امراد و عمدگان و معززین درگا
 پاوشاہی کے واسطے مقرر ہے پر تکلف زیادہ آراستہ ہی اور نہایت
 درجے کی نعمتیں اس میں دہرے ہوئے وسط باغ کے قریب ہوتا ہی لہذا
 یہ لوگ زیادہ ناز و نعمت میں رہینگے اقسام کے میوے طرح طرح کی
 خستون سے محفوظ ہوئینگے جب بادشاہ کی سواری برآمد ہوگی اُن سے
 قریب آئینگے یہ لوگ دیکھ کر خوش اور محفوظ ہوئینگے جس قدر شوق
 دیدار جاں پاک کا رکھتے تھے اوس قدر لذت و علالت حاصل کریں گے
 بعض حیرت میں رہ جائینگے بعض مہوش بعض مبہوت و بے خود و
 بعض خاموش رہینگے یہ درجہ علما و صلحا و ذرآ و دفاصلین و عابدین کا
 ہی تیسرا درجہ وسط باغ میں نہایت آراستہ و پیرستہ رونق دار کہاں
 خوبی و خوش اسلوبی سے تیار کر کے عمدہ عمدہ بہتر خوشتر اعلیٰ درجے کے
 نعمان رکھے اور شہ نشین مشین بنوا کر وہاں تخت عزت بادشاہی کئے
 ہیں وہ بادشاہی مقام ہی اس مقام کا درجہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے
 تیسرے قوم کے ہشتیان کو اس تخت گاہ کے متصل جاتے

دیتے ہیں اُسے دیوانگان تمام نعمت اور سب چیزوں سے مآتھا دہنا
 فقط جمال پاک کو تکتے رہتے ہیں ہزار نعمتوں کی لذت لاکھ راحتوں کی
 حلاوت اُس دیدار میں پاتے ہیں ملک مارنا انکو گوارہ نہیں اُس حضور
 و قرب سراپا سرور سے کوئی دم دور ہونا نہیں چاہتے انھوں کی غذا فقط
 لقا ہے پادشاہ ہی برآمد ہونے کی حاجت نہیں ہفتے دو ہفتے کا وعدہ سرور
 کے واسطے ہر انھوں کو یہ دولت علی الدوام حاصل ہے یہ لوگ اس
 جمال کے اس قدر شفیقہ اور فریفتہ ہیں کہ اگر درجہ دوم والوں کی
 بہشت میں انکو مقام دیوین تو ان کے حق میں پادشاہ کی بھڑکی
 کے باعث سے دوزخ ہو جاوے۔ یہ قوم عاشقان و عارفان اہل
 و اولیاء کامل و شفیگان جمال باکمال ایزد متعال ہیں جو دنیا میں خود
 عشق و محبت سے شفیقہ تھے و مابین ان کی شفیقتگی وہ چند ہو گئی اُن
 میں بھی ہزارا درجے ہیں پیغمبروں سے لیکر قطب دولی کے درجے
 بقدر مراتب اسی میں محسوب ہیں۔ حاصل یہ کہ دنیا میں جو لوگ بہشت
 کے نعمتوں کے عاشق تھے انکو نعمت بہشت جو لوگ عاشق دیدار
 تھے انکو بہشت اعلیٰ و اقدس یعنی دیدار مطلق و قرب حق ملیگا۔

فائدہ تحقیق محبت میں

سب لوگ جانتے ہیں کہ اپنا فرزند اپنا مال اپنے گھر بہت مرغوب بہت
 خوب نظر آتا ہے سبب اسکا یہی کہ اسکی محبت ہے بس جس کو جس سے
 محبت ہو جاتی ہے اُس کے نزدیک رہنے کی اُسکی ملاقات کی اسکی

دیکھنے کی لذت و ملاوت اُسکی زیادہ معلوم ہوتی ہے یہ بات
 ہر کوئی تجربہ سے معلوم کر سکتا ہے۔ حاصل یہ کہ جس چیز سے آدمی کو
 محبت زیادہ ہو وہ چیز بہت پیاری اور مرغوب نظر آتی ہے جو عاقل
 خدا کا ہے اوس کو خدا سے زیادہ کونسی چیز عزیز اور پیاری ہوگی
 پس یہ تین درجے جو بیان ہوئے ہر درجے میں بہت سے درجے ہیں ایک
 شخص دنیا میں جب قدر شوق و طلب محبت و دیدار الہی رکھتا ہوا دامن بقدر لذت
 و ملاوت حاصل کر لیا اگرچہ دیدار عام میسر ہوگا مگر لذت و شغف حاصل کر لیا جو کہ دنیا میں دسکا
 شوق رکھتا تھا۔ مثلاً اقسام کی نعمت دسترخوان پر لار کھتے تین سپر
 کھانے کا اذن عام دیتے ہیں مگر جس کو اشتہا صادق ہو اور مزاج
 مرض سے پاک ہو اوسکو اوس کو اوس نعمت کی لذت حاصل ہوگی اور
 کو نعمت تلخ اور بد مزہ نظر آوے گی۔ اسی پر قیاس کیا جائے دامن
 روز آخرت کا حال بھی بے کم و کاست ایسا ہی رہیگا واللہ اعلم
 پس دنیا میں جو لوگ کہ لذت جسمانی سے کام نہیں رکھتے ہیں شہوات
 نفسانی سے ماتہ اٹھائے ہیں شوق و محبت الہی سے بہرہ کھتے ہیں
 آخرت میں وہی لوگ اوس قدر فائدہ لھائے الہی سے اوشہادینے
 فقط اس دیدار کی جلال و ہیبت سے کافردن پر عذاب زیادہ ہوگا
 کیونکہ مرض قلبی رکھتے ہیں۔

فائدہ مکرر

زیادہ توضیح کے واسطے اور دوسرے طور سے لکھا جائے، اعلیٰ طالب
 تین قسم پر ہوگا طالب دنیا - طالب آخرت - طالب مولیٰ
 اگر طلب دنیا کی ہے اس میں دین کی بھی طلب ہے تو اپنے حال پر دیکھنا
 کہ طلب ہر ایک کی کس درجے پر ہے اگر دین کو دنیا پر فدا کر دیکھتا ہے یا اگر
 خدا حافظ ایمان کیا ہے کس قدر عزیز ہے آخرت کو تسار و نہر سے ہنوز
 نہیں بنانا یا جاننے سے تو یقین حاصل ہوا اس کے ایمان کا خوف ہی کہہ سکتے
 ایمان کو سلامت لیجانے کی امید نہیں۔ اگر دنیا کو دین پر فدا کر سکتا ہے مگر
 دین کو دنیا سے عزیز نہ کہتا ہے لاکن طلب دنیا ہی رکھتا ہے دنیا کو ترک
 نہیں کر سکتا لاکن دنیا کے سبب سے دین کو خل نہیں پہنچنے دیتا ہے تو
 اس کو ایسی دنیا مبارک ہے جہاں خوف ایمان نہیں امید ہے کہ خدا سے
 اس کے ایمان کو حفاظت سے اس کے ساتھ کر لیا اس میں ہی بہت
 درجے بہت سے مراتب ہیں۔

فائدہ

طلب آخرت کا وہ مرتبہ ہے کہ دنیا سے بقدر ضرورت اختیار کرے
 ہمیشہ عبادت و طاعت میں مشغول رہے دنیا سے اہل دنیا سے غفلت
 نہ کرے آخرت کی نعمت اور بہشت کی لذت کا طلبگار رہے دنیا کی لذت
 ترک کرنے سے اس کا غرض یہ رہے کہ لذت بہشت اور حورو
 و قصورے اور عذاب و دوزخ سے دائمی پاؤں ایسے عمل واسطے
 لوگ وہ فریبی ہیں جنکو زائد کہنے میں یہی علمائے ظاہر میں انشاء

تعالیٰ انکو عذاب و دوزخ سے رهایی اور لذت بہشت تک رسائی ہوگی
 انہیں میں دوسرا ایک فریق ادن سے درجہ میں اعلیٰ وہ ہے کہ
 باوجود طلب لذات بہشت کے دیدار الہی کے نعمت کا بھی خواہش ہے
 ہر دو علامات کا مشتاق ہے انکو بہ نسبت زیادہ صرف کے دیدار الہی
 کی زیادہ علامت میسر ہوگی اگرچہ زیادہ بھی دیدار ایزدی کا منکر
 نہیں مگر چندان خواہش نہیں رکھتا تھا فقط علامت و لذت آخرت
 بہشت و حورو و قصور سمجھا تھا لہذا الہی کی لذت کے بہید سے واقف
 نہیں تھا محبت الہی کو ناجائز جانتا تھا کہتا تھا کہ محبت مجنس میں ہوتی
 بندے کو خدا کی محبت سے کیا نسبت ہی اطاعت الہی محبت الہی سے
 کم نہیں افسوس کہ اس نے بند کو خدا سے جو نسبت و محبت و جوی
 ہے اس کے بہید کو نہیں جانا تھا وحدۃ الوجود کا انکار کیا تھا
 جب وجود واحد ہو اربت اذرو سے وجود عہد کا عین ہی ہو پس
 سے زیادہ کیا نسبت ہوگی۔ پس محبت یہی نسبت کا ثمرہ ہی یہ نسبت
 و محبت ایسی نہیں کہ جو شرع شریف سے منع ہی مگر عینیت لغوی بلا
 غیرت کہنا ہر ذوق کے نزدیک بھی کفر ہے یہاں عینیت اصطلاحی
 سے مراد ہی پس اس رو سے چونکہ اصل وجود واحد ہے گویا اذرو ہی
 وجود کے عینیت ہے فہم یہ عطا ہے الہی و عنایت ازلی جو اصل
 مدعا مستعدان و شائقان دیدار بقدر اعتقاد و اشتیاق دولت
 دیدار سے محفوظ ہونگے اور نعمات بہشت پاویں گے۔

عینیت اور غیریت کا بحث اس رسالہ میں اور غایت المرام میں بھی
مرقوم ہے۔

فائدہ

طالب مولیٰ دنیا میں صرف سوختہ عشق و محبت رہے رضای الہی میں
اپنے خواہشات کو دور کر دے انکو آخرت میں آرزو ہی تو قریب فرمادے
و لقا سے سرمدی گلی ہی خوف ہی تو عذاب و دوری و بے حضوری کا
ہی عذاب و دوزخ کو عذاب ہجوری کے رو بہ و کچھ چھوڑ نہیں جانتے
لذات بہشت و عبادت حور و تصور کو حظ نفس جانتے ہیں لذت
لذت دیدار کے آگے بے مزہ اور ناگوار تصور کرتے ہیں بہ فریق خاص
بارگاہ و عاشقان و شیفگان درگاہ بلند پایگاہ ہیں پس یہ لوگ نہ
دنیا سے کام رکھتے نہ دین سے غرض صرف طالب مولیٰ ہیں۔ اسی پر
جان فدا اسی کے مبتلا۔ پس اس ہر تین فریق کے حوصلے اس بیان
صاف ظاہر ہیں ان کے آخرت کے شرے پوشیدہ نہیں فہم من فہم۔

مختصر فی الاسرار

بعض امور پوشیدہ جو فہم عوام میں نہیں آتے ہیں کہ ان کے کیا سعادت
میں صاف نہیں لکھے ہیں بسبب ضرورت یہاں کچھ اسکا بیان ہوتا ہے کیونکہ
یہاں سرار ہیں جسکو اسکا حوصلہ ہو دیکھے وگرنہ شک میں گرفتار نہ ہو جائے
یا مرشد سے تحقیق کرے تب اسلئے تقاد کی لذت و عبادت حاصل ہوگی

اسرار در بیان تنغیرات

واجب الوجود ذات خدا کی ہے ممکن الوجود اعیان ثابتہ ہیں علم الہی میں ہیں تک انکو معلومات اور اعیان داخلی اور حقایق عالم بھی کہتے ہیں ظہور میں آئے بعد اعیان خارجی نام رکھے ہیں اعیان خارجی کا نام کائنات ہے اور عالم بھی ہے پس جو کچھ محض ذات الہی سے تعلق رکھے اسکو مراتب الہیہ کہتے ہیں جیسا صفات و اسماء یہ ہمیشہ ہر حال میں ہر مرتبہ میں مثل ذات کے قدیم بے عیب پاک منزہ مقدس ہیں اس کے تین مرتبے لگے ہیں اس میں اس کے بعد ظہور کائنات اس کو مراتب کوئیہ کہتے ہیں اس کے تین مراتب جملہ چھ مرتبہ ہوسے ذات کا ابتدائی مرتبہ لا تعین سے بعد مرتبہ تعین اول اور ہر مرتبہ تعین ثانی یہ ہر سہ ذات کے مراتب الہیہ ہیں بعد اس کے مرتبہ روح مرتبہ مثال مرتبہ جسم دن سب کے بعد مرتبہ انسان سے مرتبہ لا تعین کے ہوا ہے انسان تک چھ تنزل ہوئے اسکو تنزلات سستہ کہتے ہیں مرتبہ انسان مرتبہ جامع کہ یہ مرتبہ سب مرتبوں کا اخیر ہے اسکے سوا سے مرتبہ تعین اول سے مرتبہ جسم تک پانچ مرتبہ ہوتے ہیں اسکو حضرات خمسہ کہتے ہیں غرض اسکی کیفیت معلوم کرنے سے حقیقت انسان اور کیفیت کائنات کی ظاہر ہوتی ہے اس باعث سے مجملہ اس تنزلات کا بیان لکھا جاتا ہے ہر چیز معتبر کتابوں میں اسکا بیان بہت ہے اور مختصر بیان کرتا ہوں غایت المرام میں یہی لکھا ہوں۔

فائدہ

متزل اس کو کہتے ہیں کہ ایک شئی اول آپ جس مرتبہ میں ہو اس مرتبہ میں باوصاف خود قائم رہے دوسرے مرتبہ میں ظہور کرے مثلاً شخص اور سایہ - عکس اور شخص -

اسرار

ذات الہی تعالیٰ شانہ کو اس بات کے نظر کرتے کہ ذات مطلق و جہ ہے اعلیٰ نہ اسما کا نہ صفات کا قید اس کو لگا سکتے ہیں اس وقت ذات مطلق کو ذات سافج مہول لغت غیب الغیب کہتے ہیں کیونکہ یہ مرتبہ عقل کے حد سے دور ہے اس مرتبہ میں ہست محض کہنے کے سوا دوسرے کسی قسم کی پہچانت ممکن نہیں اس مرتبہ کو مرتبہ لائقین مراتبہ احدیت بھی کہتے ہیں مثلاً ایک اجنبی شخص کو تو دیکھا ابھی اس نے تیرے سے نہ بات کیا نہ ہنسا نہ کوئی قسم کی حرکت نہ کوئی طرح کا اشارہ کیا نہ کوئی کمال اپنا ظاہر کیا نہ نام و نشان بیان کیا تو اسکو یہی کہیگا کہ ایک فرد بشر ہے مگر کوئی اسکی صفت اس کے اسما کے کمال کو بیان نہیں کر سکیگا نہ معلوم کہ ہندی ہی یا رومی یا عجمی یا ترکی ہی معلوم کہ بہت ہے نیست نہیں اور اس کے کہنے سے اسکی حقیقت پہ واقف نہ ہو سکیگا پس معلوم ہوا کہ مرتبہ لائقین کا یہی حال ہے یعنی خدا تعالیٰ کے صفات اور اسما اس مرتبہ میں ایسا پوشیدہ تھے جیسا شجر تخم میں اس کا کٹھنہ وہی جانے جب اپنی ذات اور انصیت کو

اپنے پر جلوہ گر فرمایا اور بطریق اجمال کے اپنے اسما و صفات پر
 نظر کیا اس کو مرتبہ یقین اول و مرتبہ وحدت و مرتبہ برزخ اور حقیقت
 محمدی کہتے ہیں جب اپنے اسما و صفات کے تمامی کمالات کو اپنے
 علم میں بقبضہ لیا پاشا نفاش جلیج اپنے ذہن میں نقوش کا اور
 تصویرات کا نقش مفضل خیال کر کے دیکھتا ہے تو تمام نظم
 آتا ہے اسی طرح خدایتعالی تمام کائنات کا حال اول سے آخر
 تک جزا سے کل تک اپنے علم میں ملاحظہ فرمایا جو جو نقوش
 کہ علم الہی میں ثابت ہوئے اوس کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں جیسے کہ
 کاتب کے ذہن میں حروف ہیں اگرچہ تمام عالم کے حقایق ہی ہیں
 لاکھ خود بخود خارج میں ظاہر نہیں ہوسکتے کوئی شخص ظاہر میں
 لایا تو ظاہر ہوسکتے ہیں جیسے کہ ذہن میں نقاشی کے جو نقش
 ہے بجا لہر رنگ یا سیاہی کے لباس سے بھینہ وہی
 نقوش خارج میں آتے ہیں حاصل مدعا یہاں تین مرتبے ہوئے
 جہتین الہیت کے سوائے اور کچھ نہیں یعنی عین ذات ہے
 کسی وجہ سے غیرت کا نام نہیں آیا اس مرتبہ اخیر کو واحدیت کہتے ہیں
 بعد خدا ہی جل جلالہ نے اپنے حکمت بالغہ سے اپنی ذات و صفات
 کا نام سوراخ میں ہونے کے واسطے روح کو پیدا کیا یہ
 مخلوق اول ہوا یہاں سے دومی کا نام آیا بعد اس کے مثال بعد اس کے
 جسٹم عرش کو سی افلاک عناصر موالید ثلاثہ یعنی جہا و نبات

حیوان ان تین مرتبے میں داخل ہیں فقط کائنات یہی ہے۔

فائدہ

مرتبہ لاتعین کہہ ذات کا مقام ہے وہاں ملائک مقربین و رسل کی عقل مابعد ہے کیونکہ حقیقت واجب کا مرتبہ ہے کوئی ممکنات اس کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا ان مرتبہ تعین اول سے تعین ثانی تک حد بشر ہے واقف ہو سکے اس واقف ہونے کا نام علم وحدت علم حقایق و اسرار ہے۔

توضیح تشریحات بطرز دیگر

اسرار

کامن اللہ ولم یکن معہ شیء۔ یعنی اول فقط ذات پاک اللہ سبحانہ تعا کی تھی اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی بلکہ اس کے صفات کا ظہور بھی نہ تھا اگرچہ ذات جن تمام صفات موجود تھے مگر جو شے استغاثی کے سبب اپنے میں آپ مشغول رہنے سے اپنے صفات اور غیر کے ذات کے طرف توجہ نہیں فرمایا یہ خد کہ حیات و علم و ارادہ و قدرت و سمع و بصر و کلام وغیرہ تمام صفات قدیم ہیں کہ اسکی ذات کے ساتھ موجود تھیں اس طرح ذات عالم ملکات صفت علم میں تھیں تھے مگر ظہور نہیں رہتے تھے جیسا کہ تخم میں شجر جیسے تخم کے بالینیں اگر شجر بن جائیں تو

اوس کو زمین میں بونے سے شاخ و برگ و گل و شمر کہاں سے ظہور پانا
 اس ذات حق اپنے مشاہدہ میں آپ ایسی مشغول تھی کہ ملاحظہ صفات
 کی تمجائش زہی اگرچہ صفات بھی قدیم ہیں لاکن ظہور اول کا بہ نسبت
 ذات کے بعد ہے غور کریں تو ذات و صفات ایک اعتبار سے واحد
 ہے اور ایک رو سے جدا جیسا کہ آفتاب اور اوسکا نور ایک شے ہی
 ایک رو سے آفتاب کو آفتاب کہیں گے اور نور کو نور آفتاب حاصل
 مدعا اس مرتبہ کو جو ذات میں صفات مندرج تھے غیب الغیب اور غیب ہوت
 او غیب مطلق اور مرتبہ احدیت مرتبہ لاتعین مجہول الکلیفیت و منقطع الاشارات
 کہندہ ذات و ذات بحت و ذات سافج و ذات مطلق کہتے ہیں۔
 اگرچہ اور بھی نام ہیں مگر بیان مختصر اسطور ہے جبکہ ذات
 حق سبحانہ تعالیٰ کی اپنے آپ ظہور و شرمائی تو انا طابہر ہوا
 یعنی میں نکلیا اس مرتبہ کو تعین اول اور مرتبہ وحدت برزخ
 کبرے حقیقت محمدی متشکل اول کہتے ہیں اس کے سوا اور
 بھی نام ہیں۔

بیان جائے لحاظ ہے کہ مرتبہ احدیت میں سوائی ایک ذات بحت
 کے کوئی اعتبار نہ تھا اس مرتبہ وحدت میں چہار اعتبار پیدا ہو
 کیونکہ اول انا سخننے کے لئے ذات کا وجود ضرور ہے دوسرا
 اپنے ذات سے آپ خبردار ہونے کے لئے انا صا در نہیں ہوتا
 لہذا ذات کو اپنی ذات کا علم ہونا ضرور ہے۔ تیسرا آپ پر

آپ ظاہر ہو تو ذات کو اپنی ذات کا شہود حاصل ہو چو تھا اپنے
 پر آپ ظاہر ہونے کے لئے نور درکار ہے کیونکہ ظلمت مانع ظہور
 ہے پس یہ چاروں اعتبارات محض ایک ہی ذات کے فرض
 کئے ہیں لہذا ان میں کسی طرح کی غیریت ملحوظ نہیں کیونکہ یہاں ایک
 ہی ذات موجود ہے علم بھی ذاتی ہے ظہور و نور بھی ذات ہی
 ہے اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے کمالات کا علم اجمال
 ہے یعنی یہاں بطریق اجمال کے جاننا تفصیل کمالات کی دوسرے
 تعین میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ وحدت کے مجلی علم کا نام شیونات
 ہے مرتبہ ثانی کے معلومات مفصلہ کو اعیان ثابہ کہتے ہیں جب
 ذات الہی اپنے علم کے تفصیل کے طرف متوجہ ہوئی تالیج علم قدیم
 اسنے معلومات جوازل سے علم کے ساتھ رہ کر علم میں پوشیدہ تھے
 ظاہر ہوئے مثلاً ہم اگر اپنے علم طرف متوجہ ہوں تو ہم جو جوبات
 کہ جاتے ہیں اور جس جس چیز کی سمجھ رکھتے ہیں پوشیدہ رہتی ہیں
 جب او دہرم خیال کر کے تفصیل اپنے خیال اور حاسنہ پر نظر
 کرتے ہیں تو تمام علوم جمیع حالات جملہ کیفیات اکملوں کے روبرو
 حاضر ہوتے ہیں فقط یہ تفصیل متوجہ ہونے کے اور خیال کرنے
 کے محتاج رہتے ہیں اسطرح مرتبہ تعین اول میں ذات جب
 تفصیل علم کے طرف متوجہ نہ رہی تب اپنے ذات کے
 جمیع صفت ظاہر ہوئے جب صفت علم کی ظہور پائی

اس کے معلومات از جز تا کل ثابت ہوے پس صفت قدرت کے
 تمامی مقدرات اس طرح ہر ہر صفت کے اور ہر ہر اسم کے مظاہر
 صاف و میرج مفصل ظاہر ہو گئے حق تعالیٰ معاینہ فرمایا اس مرتبہ کو
 تعین ثانی مرتبہ واحدیت مرتبہ الوہیت مرتبہ ثانیہ تنزل ثانی بھی
 کہتے ہیں اس مرتبہ کے معلومات مفصلہ کا نام اعیان ثابتہ ہے یہم
 اعیان ثابتہ تمام ممکنات کے حقیقتان ہیں اعنی ہمارے حقیقت جو
 علم الہی میں ثابت ہو وہ عین ثابتہ ہے علم الہی میں ہم جس طرح تھے
 اسی طرح پیدا ہوئے ہیں سرمو اور سین کی ویشی ممکن نہیں جیسا کہ
 نقاش کے ذہن میں طرح طرح کے نقش خواہ حیوان کی صورت
 خواہ انسان کی صورت خواہ جھاڑ پھاڑ کے نقش بیل بوٹے چولہ
 و پھل کے ہزار ہا لکھو کھا نقش رہتے ہیں ان نقشوں کو دراصل بود
 و وجود نہیں فقط نقاش کے وجود سے قائم ہیں جب نقاش اپنے
 ذہنی نقوش کا ظہور چاہتا ہے کسی چیز پر رنگوں سے وہی نقش
 ظاہر کرتا ہے گویا وہ نقش باطن سے ظہور میں آیا اور عدم سے ہستی
 پایا جیسا نقاش کے ذہن میں تھا بعینہ وہی ظاہر ہوا سرمو فرق نہیں
 نقوش خارج میں آنے سے ذہن نقاش میں کوئی قسم کا تبدل و
 تغیر و خلل لازم نہیں آتا بلکہ وہ نقش اول حسب طبع تھا اب بھی اسی طرح
 نقاش کے ذہن میں باقی و ثابت رہتا ہے باوجود آنکہ اس کے مثل
 خارج میں بھی موجود ہوا ہے پس عالم بھی ظہور کے آگے علم الہی

مین نیک یا بد غنی یا فقیر کافر یا مسلم عامی یا مطیع دوزخی یا شہتی
 عالم یا جاہل سیاہ یا سفید قوی یا ضعیف صحیح یا مرعین حسب طرح
 تھے اسی طرح اپنی قابلیت کے موافق ظہور مین آئے قابلیت
 اعیان ثابتہ کی جس طرح کی ہتی معطی مطلق سے عالم شہادت مین
 اسی طرح اسکو عطا کرتا ہے۔ یہاں شکوہ ہے تو اپنی عین کے
 قابلیت کا ہے معطی کا شکوہ بر جا نہیں کسی کا ظرف بڑا ہے تو
 زیادہ پانی پا دیگا اگر ظرف چھوٹا ہے تو کم اگر ظرف پاک ہو تو
 پانی پاک رہیگا اگر ظرف اپنا نجس ہے تو پانی نجس ہوگا ہر جان مین
 شکوہ اپنے ظرف کا ہے دریا کا شکوہ نازوا بلکہ شکوہ کی گنجائش
 نہیں مان جو نادان شکوہ کرے حقیقت کار سے ناواقف ہی
 کیونکہ اعیان اور قابلیت اعیان جو معلومات الہی مین قدیم ہین
 جیسی کہ ذات ہی سے ذات کے ساتھ ذات مین پوشیدہ
 ہین علم جو صفت ذات ہی ذات کے ساتھ ہی معلومات علم کے
 ساتھ ہین اگرچہ ظہور ادن کا بعد ہے مگر معلومات کو ہم قدیم نہ
 کہہیں تو دو قباحت لازم آتے ہین اول یہ کہ معلومات جدید ہوتے
 سے اس کے آگے ذات کو جہل لازم آتا ہے خود یا اللہ دوسرے
 یہ کہ قدیم ذات مین حادث شئی داخل ہونا ضرور ہوتا ہے یہ
 ہر دو امر سائل شرعیہ و معتقدات محققین سے بھی باطل ہین
 کائنات اگرچہ از روی ظہور کے حادث ہی لیکن ماہیات اُس کے

علم الہی میں قدیم ہین ماہیات اور معلومات اور حقائق کائنات اور اعیان
 ثابتہ کا ایک معنی ہے خدا تعالیٰ جب ارادہ کیا کہ عالم کو پیدا کرنے سے
 مخصوص انسان کے ظاہر ہونے سے اپنا ظہور کامل ہووے بعضے
 کو بواسطہ عناصر یعنی کو بلا واسطہ عناصر پیدا کیا۔ اِذَا آرَاكَ اللَّهُ
 شَبَّأً فَيَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ اعنی جب چاہتا ہے اللہ کسی
 شئی کے پیدا کرنے کا پس کہتا ہے او سکو ہو جائیں وہ ہو جاتی ہے
 اس رو سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے علم میں ہر سوشی کو ظاہر
 ہو چکے تو ظاہر ہو جاتا ہے وہ کس طرح ظاہر ہوتا ہے سو پہچاننا کمال
 مآذک امر ہے ہر کسی کے سمجھ میں خصوص عوام کے فہم میں آباد ستوار
 ہے کیونکہ ہر ہر ربوبیت ہی ان اگر کسی کو حوصلہ ہو تو اپنے مرشد
 کی ارشاد سے حاصل کر سکتے ہین بلکہ مراقبہ کا خلاصہ یہی امر ہے اور
 یہی تصور فنا کے مرتبہ کو جلد پہنچاتا ہے فہم من فہم۔ شاہ کمال الدین
 گرم کندوی قدس سرہ فرماتے ہین یہ اعیان کے ہے لباس
 ہستی تری عیان ہر جو صورت ظریف ہی جلوہ تراب کا۔ اب اس
 معلوم کرنا ضرور ہے کہ اب تک جو بیان ہوا تین مرتبہ ہین ایک مرتبہ
 لا تعین ومان نہ تعین کا قید نہ تشریح کا نہ کوئی اعتبار قیاس کیا جاتا
 نہ کسی قسم کا اشارہ ممکن ہے تشریح محض ہے ذات قید علم سے بھی
 بری ہے علم بھی ذات برا حاطہ نہیں کیا دوسرا اور تیسرا مرتبہ تعین
 اول اور تعین ثانی ہے تعین اول میں علم ذاتی ہے اور تعین ثانی میں

علم صفاتی ہے لہذا مرتبہ آخر میں ذات، لائہات صفات لائہات پر محیط ہے لہذا ذات قید علم میں آئی تعین علمی ثابت ہوا تعین و تمیز و تقید و تجلی کا ایک معنی ہے ان تین مرتبوں میں سوامی ذات کے دوسری کوئی چیز کو ظہور نہیں یہ مراتب الہیہ ہیں جب کائنات کو پیدا کرنا چاہا اول ارواح کو پیدا کیا یہ تعین عینی ہے یہاں سے دروازہ غیریت کا کھلا یعنی ماسوا اللہ کا ظہور ہوا خدا اور بندہ کبنا آغاز ہوا بعد ارواح کے عالم مثال اس کے بعد عالم اجسام بھی ہیں مرتبہ تعین کوئی ان تمام کا جامع ان ہو امرا تب الہیہ و مراتب کوئی تمام اس میں جمع ہوے اسکی تفصیل زیادہ طوالت طلب ہی رسالہ غایتہ المرام فی توحید رب الامام جو فارسی لکھا ہوں اس میں کچھ بیان کیا ہوں۔

اسرار فی وحدۃ الوجود

وجود کا معنی اول معلوم کرنا ضرور ہے وجود کو فارسی میں ہستی کہتے ہیں ہندی میں ہی پنا نام ہے اسنے جو چیز کہ خارج میں ہے اوسکو موجود کہتے ہیں۔ جو خارج میں موجود نہیں اسکو معدوم اور نابود اور نیست کہتے ہیں اس کو وجود نہیں ہے جس کو وجود ہے وہی ہونا ہے اہل تحقیق کے نزدیک وجود سوامی اللہ کے دوسرے کو نہیں اور ذات الہی خود وجود ہے۔ وجود جدا ذات جدی نہیں اگر ذات کو وجود سے جدا خیال کریں تو

قباحت لازم آئیگی کیونکہ ان دونوں میں ایک کا اول ہونا لازم آئیگا
 اگر ذات کو اول کہیں ذات بے وجود رہنا لازم آتا ہے اگر وجود کو
 اول کہیں ذات الہی قدیم نہ ہوگی ان ہر دو باتوں کو اصل نہیں بلکہ ذات
 کا نام وجود ہے وجود کا نام ذات ہی ہر دو نام ایک کے ہیں اس رو
 سے معلوم ہوا کہ ذات حقائق کے سوا کسی کو وجود نہیں حقیقت
 میں بہت وہی ذات ہی تمام کائنات کو اس کی ہستی سے ہستی ہی اب
 یہاں ایک باریکی ہی دوسرے قائلے میں لکھا جائیگا۔

قائدہ جملہ معترضہ برامی تفہیم

مسکلمین اعنی علمائی ظاہر کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ موجود
 تمام کائنات کو اپنے قدرت سے موجود کیا جیسا کہ ہر طرف
 کو بخار صندوق اور تخت و پتک کو بناتا ہے مگر یہ کہ ہمیشہ علم و
 قدرت سے ہر ہر ذرہ پر محیط ہے علامے باطن اس قدر عقیدہ پر
 قانع نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس صورت سے خدا کا ایک وجود عالم کا ایک
 وجود دو وجود ثابت ہوے یہ توحید حقیقی نہیں بلکہ وجود ایک
 ہی دوسرا وجود نہیں خدا تعالیٰ جل شانہ خود موجود ہے اپنے
 وجود سے تمام جزدکل کو وجود بخشا ہی بہہ نہیں کہ خدا کا ایک وجود
 ہو دوسرے خلائق کا ایک وجود ہو مثلاً آفتاب خود روشن ہی
 اور تمام اشیا جو اندھیرے میں نظر نہیں آتے ہیں اذکور روشن کیا
 ظہور میں لایا سب اشیا نظر آنے لگے اس رو سے آفتاب کی روشنی

الگ اور شاید عالم جو روشنی پائے ہیں وہ روشنی الگ نہیں بلکہ وہی
 آفتاب کی روشنی جس جس چیز پر پڑی وہی روشنی سے وہ چیز
 نیستی سے ہست ہوئے یعنی اندھیرے سے ظاہر ہو کر نظر آئے لیکن
 اسی طرح خدا تعالیٰ ذکرہ جل شانہ آپ موجود تھا اب بھی اسی طرح موجود
 وجود کی تجلی کو باطن سے جب ظاہر کیا اعیان ثابتہ جو حقیقت
 تمام عالم کے ہیں عدم کے اندھیرے میں تھے اس تجلی سے خارج
 میں ظہور کئے وجود خارجی پائے عالم ارواح عالم مثال عالم اجسام
 پیدا ہوا وجود وہی واحد ہے جب وہ تجلی ذاتی پہر ظاہر سے باطن
 کے طرف متوجہ ہو جاوے گی ایک دم میں تمام عالم نابود اور نیست محض
 ہو جاوے جیسا آفتاب اپنے ذات کو مغرب کے طرف پوشیدہ
 کرے تمام اشیا اندھیرے میں نظر سے غائب ہو جاوے خدا
 جس کو ہدایت نصیب کرے قیاس کر سکتا ہے اور جاننے والوں
 سے تحقیق کرنے میں کوشش کرتا ہے۔

اسرار فی فائدہ اول

اس رو سے یقین ہوا کہ وجود ایک ہی دو نہیں مان عالم کے وجود
 کو پر تو وجود آگاہی سمجھ سکتے ہیں اس میں قباحت نہیں حقیقت
 یہی ہے پر تو کہنے سے دو وجود کا ثبوت نہیں ہو سکتا مثلاً
 آفتاب کی روشنی عالم پر چھتی ہے اسکو تابش آفتاب نام رکھتے ہیں
 حقیقت میں نور آفتاب وہی ہے اگر آفتاب کے سوائے

وہ نور باقی رہ سکتا ہے تو اسکو آفتاب سے جدا جان سکتے ہیں
 اسی طرح عالم کا وجود پر تو ذات رب جانتا ضرور ہے۔ یہاں
 ایک باریکی ہے وہ یہ ہے کہ وجود حق قدیم لاکن تجلی وجود
 کے اعیان پر چمک کر اعیان خارج میں ظہور کئے سو جدید ہے
 اس عرض سے عالم کو حادث کہتے ہیں اگرچہ وجود قدیم کا ظہور کر
 لاکن تعلق اسکا حقائق کو نبیہ سے جدید ہی حقائق کو نبیہ عیان نسبتہ کا نام ہے
 تعلق ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ نیا ہونے سے نیا ہونا
 اوس شے کا لازم نہیں آتا پس وجود الہی کا تعلق تکوین عالم کو نبیہ
 سے متعلق ہونے سے وجود کا نیا ہونا لازم نہیں ہوگا اگرچہ
 تعلق نیا ہے اسی سبب سے عالم کو حادث کہتے ہیں اعنی نیا
 اور حادث ہی تغیر و تبدل و نقصان و زوال کا مستحق ہوا یہ تمام
 کمال بیان تحفۃ المرسلہ عقاید صوفیہ شرح جام جہان نملعات
 بواج شریف جواہر الحقائق وغیرہ سے تحقیق کیا جائے فقط
 اسرار و بیان عینیت و غیرت یہہ نازکترین مسئلہ ہے
 عینیت اور غیرت ایک مسئلہ ہے اہل تحقیق کے نزدیک نہایت دقیق
 بہت نازک تمامی اہل حق کا عقیدہ اسی پر ہے کہ لون کو جب تک اس
 عقیدے پر یقین اور استقامت ہو دے ہنوز تو حید اسکی ناقص
 ہی کامل نہیں ہوی مومن مقلد اور مسلمان ہونے اس عقیدے کی حاجت
 نہیں لاکن عارف ہونے ایمان صحیح اور کمال حاصل کرنے یہ عقیدہ

لابد ضرور تر نرمن راہ ہے۔

اسرار

اول عینیت اور غیریت کو جاننا اعلیٰ عین شئی وہی شئی کو کہتے ہیں حقیقت
 میں شئی کا عین وہی شئی ہی مثلاً میرا عین میں ہی ہوں میرے اعضا
 میرے عین ہیں دوسری شئی اور دوسرا شخص میرا غیر ہے میری عینیت
 سے مجھے عینیت ہی اور دوسرے سے غیریت اور عین اور حقیقت کی
 ایک ہی معنی ہے دوسری مثال آفتاب کا عین خود آفتاب ہی اور اسکا نور ہی
 عین آفتاب ہی بعضی دوشئی ایسے ہیں کہ باہم ہر دو میں ایک رو سے عینیت
 رہتی ہے ایک رو سے غیریت رہتی ہے مثلاً شخص میں اور سایہ میں ایک رو سے عینیت
 ہے کیونکہ سایہ دوسری شئی نہیں بلکہ شخص کا مثال ہے کم و کاست زمین پر
 پڑتا ہی شخص حرکت کیا تو سایہ بھی حرکت کرتا ہی دوڑے تو دوڑتا ہے
 ساکن رہے تو ساکن رہتا ہی اگر شخص نہ رہے تو سایہ رہنا ممکن نہیں گیا
 خود شخص دوسری جاسے ظہور کیا ہی شخص کا تنزل سایہ ہے اس ارے
 سایہ کے حق میں شخص عین ہی مگر ایک رو سے اس میں غیریت بھی ہے
 اعلیٰ ایک شخص کا سایہ زمین پر پڑے اگر اس سایہ کو کوئی شخص نہ اڑا
 مارے شخص کو نہیں لگتا اگر اس سایہ پر کچھ چیز نہیں ڈال دین اُس چیز
 سے شخص الگ ہی زمین پست رہی تو سایہ پست زمین بلند رہے تو
 بلند کچ رہے تو سایہ کچ زمین راست رہے تو سایہ راست نظر
 آتا ہے یہ حالات جو سایہ پر زمین کے سبب گذرتے ہیں شخص ان حالتوں

پاک ہی سایہ نجاست پر گرنے سے نجاست کا اثر شخص کو نہیں پہنچتا ہے
 یہ غیریت ہے اور ایک نکتہ جاننے کے قابل ہے کہ شخص غنی ہی سایہ محتاج
 کیونکہ شخص نہیں تو سایہ نہیں رہتا اگر سایہ رہا پر بھی شخص موجود ہی سایہ
 نہیں پر بھی شخص موجود ہی مثلاً آفتاب سر پر ہے سو ایام میں برابر دو
 پہر کا وقت شخص زیر فلک کھڑا رہا پر بھی سایہ زمین پر نہیں گرنا اکثر وقت
 ہر جزیر کا سایہ زمین پر گرتا ہے پس اس رو سے آفتاب کو قیام ہے
 سایہ کو زوال عربی میں اور تصوف کی کتابوں میں سایہ کو ظل اور حجب چیز
 کا سایہ پڑتا ہے اسکو ذی ظل کہتے ہیں۔ یاد رکھنا تا وقت پر کام آوے
 مثلاً شخص ذی ظل سایہ ظل ہے ذی ظل کا محتاج ظل ہے ظل کا محتاج ذی
 ظل نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ظل میں اور ذی ظل میں ایک رو سے
 عینیت ہی یک رو سے غیریت اسی طرح شخص میں اور عکس میں
 جو آئینے میں صورت نظر آتی ہے ہر دو میں ایک رو سے عینیت ہی
 ایک رو سے غیریت بدستور دریا میں اور موج اور حجاب میں ایک
 رو سے عینیت ہے ایک رو سے غیریت مثلاً دریا نام پانی کا ہے
 پانی بلند ہو کر یک صورت مخصوص سے نمود ہوا تو اسکو موج کہتے ہیں
 اور پانی میں ہوا بند ہو کر پانی بشکل گول نظر آوے تو حجاب کہتے ہیں
 اس وجہ سے عین آب ہی ناکن موج کی اور حجاب کی شکل دوسری ہے
 وہ پانی کی شکل نہیں موج اور حجاب اپنی شکل چھوڑ دینے سے پانی کو
 کچھ نقصان اور ظل نہیں ہوا از روے شکل کے غیریت ہے

عربی اور تصوف کی کتابوں میں ایک شے دوسری شکل و صورت
 سے ظاہر ہونے کو تقید اور تعین کہتے ہیں پس تقید اور تعین کے
 برسے غیر سے اصل شے کے نظر کرتے ہیں ہی شخص اور عکس اور ظل
 و دومی ظل کی تمثیل بہت خوب ہے دریا و موج و حباب کے
 تمثیل میں قباحت لازم آتے ہیں چنانچہ غایت المرام میں اسکی تحقیق مرقوم

اسرار

اصل تحقیق کے اصطلاح کے موافق باب اور فرزند میں کہا را و ظروف
 میں بخارا و تخت میں کوئی قسم کی عینیت نہیں کیونکہ اس ہر دو میں سوا
 نسبت صانع اور مصنوع اور خالق مخلوق اور ابوبیت و ابنیت کے عینیت
 یا فی نہیں جاتی ہے بلکہ غیریت حقیقی ہے کیا واسطے کہ فرزند کا قیام باپ کے
 قیام پر مشروط نہیں بدستور ظروف اور تخت کا حال ہی جیسا شخص و عکس میں اور
 ظل و دومی ظل میں نسبت عینیت یہاں ہرگز نہیں فقط صانع و مصنوع
 و فرزند و پدر میں عینیت کہو تو مجازی ہی و اگر نہ غیریت حقیقی ہی۔

اسرار

پس معلوم اور تحقیق ہوا کہ رب و عبد میں ایک روسے عینیت اور
 ایک غیریت ثابت ہے اس بات میں شک کچھ نہیں کہ از رو
 وجود کے رب عین عبد کا ہی از روی تعین و تقید و تشکل کے غیر
 از عینیت اور غیریت ہر دو تحقیق ہوئے۔

اسرار

از روئے وجود کے رب عین عبد کا ہونے سے عبد کی ذاتی نقصانات
 رب کو کوئی قسم کا عیب اور نقصان نہیں پہنچتا مثلاً ایک آدمی کا
 سایہ زمین پر گرنا ہے تو آدمی کا سایہ یک رو سے آدمی کا عین کہلاتا
 ہے حقیقت میں سایہ مردہ ہے عاجز ہے مکاتھی پہڑا ہے اندھا ہے
 اور اپنی ذات سے آپ موجود نہیں ہر آدمی حرکت کیا تو آپ حرکت
 کرتا ہی یہ تمام غیرت کے اسباب ہیں یہ تمام عیب و نقصان ہیں
 اس عیب و نقصان سے آدمی کو کوئی طرح کا عیب نقصان نہیں
 پہنچتا ہے پس ذات رب تعالیٰ شانہ ہمیشہ جمیع نقصانات اور عیوب
 سے منزہ ہے باوصفیکہ عین جمیع ممکنات کا ہی تعالیٰ شانہ۔ یہ غور کی جائے

اسرار فی التمثیل

دوسرا مثال ایک شخص ایک مکان کے درمیان بیٹھے اور مکان کے
 شش جہت اعمیٰ تحت و فوق پیش و پس چپ و راست اقسام
 ہزار بارے حساب آئے رکھ دے تو اس شخص کا عکس ہر آئینہ میں نمود
 ہو گا لاکھ آئینہ بڑا ہے تو عکس بڑا چھوٹا ہے تو چھوٹا سیدھا ہے تو
 سیدھا کج ہے تو کج آئینہ کا سرخ ہے تو عکس کا رنگ بھی سرخ زرد
 تو زرد سفید ہے تو سفید سیاہ ہے تو سیاہ اقسام و انواع سے نظر آئیگا کہ
 تمام کم و بیشی آئینہ کی قابضیت کا فرق ہے ورنہ شخص کی صورت میں
 کوئی طرح کا فرق نہیں ایک طور پر ہی آئینہ کے نقصان سے شخص کو کچھ
 نقصان نہیں پہنچتا حالانکہ آئینہ میں ہیں سو صورتوں کا شخص عین کہلاتا ہے

ہونے کا وجہ اور معلوم ہوا ہے فاضل عینیت کو یگانگی غیریت کو
یگانگی کہتے ہیں کتابوں میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں اس وقت جلال رکھا

اسرار

خالق کا معنی پیدا کرنا والا ہے پیدا کرنا دو قسم پر مشتمل گہارا مٹاؤ مٹاؤ
تو مجازاً اس کا خالق ہوا کیونکہ مٹی موجود تھی اور سکون مٹاؤ مٹی کی شکل پر بنایا
تو مٹاؤ کے شکل کا خالق ہوا مٹاؤ مٹی کا مادہ یعنی اصل شے جو مٹی
ہی اس کا خالق نہیں اور اپنے مخلوق کا عین بھی نہیں خدا تعالیٰ شانہ
خالق حقیقی ہے عدم سے موجود کیا اور ہر موجود کا آپ بالذات عین
ہوا ہے چنانچہ اسکی کیفیت اول کے بیان سے ظاہر ہوئی ہے فقط

اسرار

مرشد کامل رہا ہے کہ جامع اچھے شریعت و طریقت کا اعنی ظاہر
ظاہر شریعت کے احکام سے آراستہ باطن تو حید الہی سے پیرستہ و وحدۃ
کو وحدت الشہود کے ساتھ تطبیق مناسب دیکو دنیا اور اہل دنیا کی
محبت دل سے نکالا ہو دے فتن کے خواہشات کو ترک کیا ہو و
عینیت کو غیریت کے ساتھ اور غیریت کو عینیت کے ساتھ بیان کرے
کیونکہ جو لوگ عبد و رب میں فقط عینیت محض بیان کرتے ہیں غیریت
انکار کرتے ہیں کا فر محمد بے دین ہیں جو لوگ فقط غیریت محض کا ثبوت
کرتے ہیں عینیت سے انکار کرتے ہیں علماء و ظاہر و فقہاء علی حقیقت شناس
ہیں یہ لوگ خوف کرتے ہیں کہ عینیت کے قایل ہونے سے کہیں عبد و رب

ایک نہ ہو جائے اس سبب انکے عقیدے میں شرک خفی باقی ہے جانتا
 و کلا یہ نہیں جانتے کہ اہل تحقیق وارباب تصوف جو عینیت کے قابل
 ہیں اس سب سے عبود رب ایک نہیں ہو سکتا عبد عبد ہے
 رب رب ہے کج صورت عبد نہوگا اور عبد رب نہوگا عینیت ایک وجہ
 سے ہی غیرت ایک وجہ سے ہی ہر دو وجہ ہمیشہ باقی ہیں کجویک
 پر ایک غلبہ نہیں کرتے مرج البعدون یلتقیان بینہما بدرف
 لا یبعیان کا یہی معنی ہے منظور کے انا الحق کہنے سے وجہ
 غیرت منظور کی جاتی نہیں رہی مگر یہ ہوا کہ منظور وجہ عینیت
 میں اس قدر محو ہوئے کہ غیرت اور کی نظر و دن جاتی رہی فقط
 عینیت کا خیال جو باقی رہ گیا اس محویت کے حال میں انا الحق
 کہا دار پر جو چڑھا سو وہ غیرت تھی وگرنہ عینیت کب اس نقصان کو
 قبول کرتی ہے یہ شان عینیت کی نہیں وہ ایک وجہ اطلاق ہی
 جسکو عینیت کہتے ہیں اس مقید کو ہستی بخشا ہر ذات الہی وجود محض
 ہے۔ جب وہ وجود یقین و تقید و شکل سے تعلق لیتا ہے نور ہی
 مستقیم و مقید و شکل کو خدا نہ کہنے کیونکہ یہ یقین و تقید و شکل جدی
 شے ہر ذات خدا اس سے مبرا ہے یہ غیر خدا ہے۔ مان اس
 غیر کو وجود بخشی اور وجود سے ہی اس وجہ سے عینیت پائی جا سکی
 غیرت سا قطنہ ہو سکیگی۔ پس جس شے میں عینیت اور غیرت ہر دو
 پائی جاوے وہ ذات محض الہی نہوگی یہ امور بہت نازک اور کمالی

درجہ میں خدایتعالیٰ فہم میں لاوے اور شکوک سے بچا دے
میں بہت صاف بیان کیا ہوں جہاں شک ہووے مرشدوں
سے رفع اوس کلک کر لیوین۔

بعضے وقت میں ہوا ت اور غیر ذات ہو کر ذات الہی ہونا ممکن ہے وہ
صفات الہی میں کہ انکو عین ذات اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ذات ہو
جدا نہیں ذات کے سوا قائم نہیں رہ سکتے غیب ذات اس لئے
کہتے ہیں کہ نام دوسرا کہتے ہیں اور ذات اول چاہئے بعد
صفات مثلاً آفتاب کے ساتھ روشنی اسکی ہے مگر دہن میں اول
آفتاب آتا ہے بعد اس کے روشنی حاصل عشر من یہ بات جدی
ہے یہ عینیت غیریت جدی کیونکہ خدایتعالیٰ میں اور کائنات میں
جو غیریت ہے اوس غیریت کے وجہ ایسے ہیں کہ وہ وجوہ ذات الہی
کی نسبت کرتے نقصان اور عیب میں جو ذات اور صفات الہی کے
ہو ائے ہووے وہ غیریت حقیقی ہے ذات اور صفات الہی
میں غیریت مجازی ہے الحمد للہ وہ شبہ دور ہوا لکن اصل مطلب
دور رہا غنی مرشد کامل و ناقص کا بیان تھا پھر اس بیان
میں لکھا جاتا ہے فقہرہم۔

نایبہ

مرشد ناقص وہ ہے کہ چہار بات اہل حق کے یاد رکھے اور شرع

شریف کا انکار کرے یا اس کو حقیر جانے یا عبادت ظاہری کو بیکار
بے فائدہ سمجھے نفس و ہوا میں گرفتار رہے دنیا کی حرص رکھے انا
کہے کہ محبوب سبحانی غوث الصمدانی قدس سرہ اور بیت سے بزرگ
دنیا بھی رکھتے تھے اور دین بھی اون کو حاصل تھا پس یہ گفتگو پوچھ
ہے اس اعتراض کا جواب اول لکھا گیا ہے اور عبد و رب میں سوا
عینیت کے غیرت کا انکار کرے اور قیامت اور دوزخ و بہشت
کے قائل نہ رہے و ابیات بیان کرے یہ تمام ملحدانہ اعتقاد
ہو ان لوگوں کی بیعت سے پرہیز کرنا ان لوگوں کی صحبت دین کے
وائرہ سے خارج کرتی ہے اگر نادانی سے کوئی بیعت کیا ہے تو اس
بیعت کو توڑ دینا اس پر فرض ہے۔

فائدہ

اگر کوئی کہے کہ بیعت کرے بعد بیعت توڑ دینا مرشد کو اپنے چھوڑنا اس
روگردان ہونا کب جواز ہے یہ پوچھنا است اعتقاد میں است مشہور
ہے اسی سے اعتقاد رکھنا عاقبت کے فائدے کا سبب
ہو گا پس معلوم کرنا کہ یہ امر ایسا نہیں بلکہ ایسے مرشد ناقص کی
بیعت نسخ کرنا اس سے اعتقاد نہیں رکھنا پرہیز نہیں جانا بلکہ
رہزن سمجھنا ضرور ہے اسکی تفصیل میزان العقاید و غیب وین
خوب صاف مرقوم ہے مثلاً ایک عورت نچاح کری وہ مردود
نہیں اسکو نچاح توڑنا ضرور ہے کیونکہ چشمن کہ مرد بہترین

اس سے نجات ثابت نہیں ہوا سو اسے توڑنے کے چارہ نہیں
پس اس پر قیاس کیا جاوے فقط

فائدہ

اس زمانے میں مُرشدوں کے طریقے مشہور و مقبذ ہیں چشتیہ شطاریہ
مہروردیہ وغیرہ ہیں سب سے مشہور و معتبر یہ طریقہ افسانہ ہے یہ
تمام طریقے کے بزرگان ازاوّل تا آخر وحدۃ الوجود کے قائل
ہیں اسی طریقے پر مُریدان کو تربیت فرماتے ہیں مگر اب اڑھائی سو
سال کے آگے شیخ احمد مجد والف ثانی قدس سرہ بزرگ نقشبندیہ
طریقے میں ہوئے ہیں انہوں نے نقشبندیہ طریقہ میں مجددیہ نیک
طریقہ ایجاد فرمائے ہیں اس میں لکھتے ہیں مسئلہ وحدۃ الوجود کے
مقتدا شیخ محی الدین عربی قدس سرہ جو میں صرف ایک وجود ہو
کر کے جو لکھتے ہیں وہ خطا ہے شاید انہوں نے اپنے کشف کے
اور اپنے حال کے موافق لکھے ہوں گے شیخ مجددیہ بھی لکھتے
ہیں کہ انہوں نے بڑے بزرگ ولی اللہ تھے انکا انکار نہیں کرنا مگر اس
مسئلہ پر اعتقاد نہیں کرنا۔ بلکہ وحدۃ الشہود ہے کر کے اپنے مکتوبات
میں صاف بیان فرمائے ہیں اب مجددیہ طریقے کے جو لوگ ہیں ان
سب کا اعتقاد وہی ہے اس طریقے میں بھی بہت سے بزرگان
مرتبہ ولایت کو پہنچے صاحب کمال ہوئے ہیں اب اس زمانے
میں مجددیہ فرتنے کو مشہور و یاد دل کے طریقوں کے فرقوں کو

وجود یہ کہتے ہیں بچاوت کے واسطے اس نشان سے مشہور ہو کر بہن
 بعضے ہر دو فریق کے کم فہم لوگ بائیکاٹ کرنا حق بحث و تکرار کرتے ہیں۔
 ایک فریق والے دوسرے فریق والے کو بد کہتے ہیں انکا صحیح کرتے
 ہیں اس سبب سے ہر دو مسئلہ کی تطبیق تھوڑا بیان کرنا مناسب نظر آیا
 تاکہ کوئی کسی کا انکار نہ کرے مبتدی لوگ شک میں گرفتار نہ رہے حیرت
 میں اپنی کار سلوک سے باز نہ رہیں اور دل سرد نہ کریں۔ اسی میں عمر
 عزیز رایگان ہووے۔ بعض کلمات سخت مجدد الف ثانی سے مباہلت
 کے بیان میں مرقوم ہے واللہ اعلم اس سے کیا غرض تھا ہم اغماض
 کرنا لازم ہے گمان نیک رکھیں دوسرے مسائل میں گفتگو کریں۔

فایہ

شہود یہ کہتے ہیں کہ وجود ایک ہے عالم پر تو وجود سے موجود ہے
 اس قیاس سے وجود عالم کا پر تو وجود الہی ہو مثلاً آفتاب کی ذاتی
 روشنی سے تمام عالم روشن ہوا اس روشنی کو تابش آفتاب
 کہیں گے۔ اسی طرح عارف جب آفتاب میں اس کے تابش کو محسوس کرتا ہے
 اسکی نظر دن سے آفتاب میں اور تابش میں جو ایک نوع کی جدا
 ہے اٹھ جاتی ہے تابش اور آفتاب کو ایک جانتا ہے اور تمام روشن
 حیزان کو آفتاب کہتا ہے گویا اس کے شہود میں تابش اور
 آفتاب ایک ہو گئی وگرنہ دوسرا شخص ہر دو کو جدا جانتا ہے
 اس لئے وحدۃ الشہود کہتے ہیں وحدۃ الشہود کا معنی یہ ہے کہ

واحد نظر کرنا کیونکہ یہ وحدت اس عارف کے حق میں ہر دوسرا
 کہہ نہیں سکتا اور وحدۃ الوجود قال سے علاقہ نہیں رکھتی حال ہی
 علاقہ رکھتی ہے اعمیٰ محویت کا حال جسکا ہوا وہیں اسی محویت کے
 میں ایسا کہا تو سزاوار ہے پس اوہون فی الواقعہ آخر تک ایسا ہی
 نہیں کہتے بلکہ اپنے مریدوں کو جب سلوک میں کامل ہوتے ہیں
 اتحاد وحدۃ الوجود پر ارشاد کرتے ہیں یہ عقیدہ اس فریق کے
 عارفین کا ملین کا ہی کیونکہ یہ فقیر اکثر بزرگوں کو دیکھا ہے اور انکی
 تصانیف سے تحقیق کیا ہے جو لوگ ناقص ہیں اور دور اندیش
 نہیں ہیں یا تعصب رکھتے ہیں ناحق بحث اختلافانہ اون کا کام ہے
 کہ وقت کو ضائع کرنا اون کو سہل ہے اصلی سلوک سے بے خبر
 ہیں۔ اب اصل مقدمہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس طرح کہتے سے
 کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ وحدۃ الوجود کے جو قایل ہیں وہ لوگ
 کہتے ہیں کہ وجود واحد ہے اعمیٰ وجود خدا اور وجود ماسوا جدا
 نہیں وجود الہی ذی ظل وجود عالم ظلہم کے مانند ہے یہہ ظل کا
 اعتبار کر کے ظل کو عین ذی ظل کہتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ
 ذی ظل بین ظل کو محویت سے گم کیا بعد ظل کو ذی ظل سمجھا جائے
 یہ سکر کچھ قباحت کی نہیں ہر دو حق ہیں اگر شہود یہ وجود کے
 قایل ہوتے جیسا اہل ظاہر کا اعتقاد ہے ویسا کہتے تو قباحت
 ہی نقطہ وحدۃ الشہود کا نام نہ لے کر وحدۃ الوجود کا انکار ظاہر انکو نہیں

سو ملاحظہ اور کم فہم اور ملاحظہ عوام کو گنجائش نہیں ملنا اور لوگ مغالطہ
 میں گرفتار نہ ہونا کر کے ایسا کہتے ہیں تو بیشک فائدے سے خالی نہیں
 واللہ اعلم بحقیقتہ اسپر دلیل یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کے مسئلہ کے مقتضی
 اور پیشوا جو ہیں شیخ محی الدین عسکری رح ہیں۔ شیخ احمد مجدد روح
 نے انکو بد نہیں کہتے ہیں بلکہ ولی اللہ اور قطب اور بزرگ کہتے ہیں
 اصل کلام ہر دو کا قریب قریب ہے فی الحقیقت جب تک وجہ غیریت
 کو عینیت میں محو اور کم نہیں کرتے تک انما الحق کیسا جواز ہوگا جو شخص
 اسپر غور کریگا ہر دو اعتراض معلوم ہو جائینگے ہر دو مندریق کا انکار
 نہ کریگا میرا عقیدہ یہی ہے۔

فائدہ

اصل غرض شیخ احمد مجدد کا ایسا ہوگا ان کے طریق والے یہ نہ سمجھ کر
 بعضی کم فہم وحدۃ الوجود کے انکار میں غلو کر کے جو بد کہتے ہیں
 ان کے کہنے کا اعتبار نہیں نادان اور معذور ہیں چنانچہ اسی طرح
 کہتے ہیں حضرت شاہ محی الدین صاحب ویلوری قدس سرہ
 جواہر الحقائق اور جواہر السلوک میں اور غایتہ التحقیق میں واللہ اعلم
 بالصواب بہر حال تطبیق و تاویل ضرور ہے۔

اسرار

شروع سے آخر تک ذی غل اور ظل شخص اور آئینہ دریا میں چہاکی

مثال جو کہیں گئی محض فہم میں آنے کی واسطے ہے کیونکہ مبتدی کو جب
 ایک مثال نہ بیان کرے سمجھ میں نہیں آتا بزرگان سلف بھی ایسے
 ہی مثالیں یا اور اقسام کی مثالیں جو بیان کئے ہیں انکی یہی غرض
 ہے ورنہ ذات الہی کو کوئی مثال نہیں کیا علاقہ ہے اس ذات
 مطلق اور منقطع کی کوئی مثال دے سکے خود بے مثل ہے مگر
 مثال کے واسطے تمامی باتوں میں برابر رہنا شرط نہیں مثلاً عالم
 وجود الہی سے قائم ہے سایہ بھی شخص سے قائم ہے مثال
 کے واسطے بس ہے ورنہ فی الحقیقت ذات کو سایہ کب ہو تو الٰہی
 عن ذالک

جب نہیں جسم الہی کو سایہ ہو کب رہے ذات ربی کو سایہ
 تمام امثال کا حال ایسا ہی جانتا ضرور ہے تفہیم
 مثلاً مرد شمع کو شیر کہتے ہیں کیونکہ ہر دو میں شجاعت کی ایک صفت
 مشترک اعنی ملی ہوئی ہے اگرچہ اس ایک صفت کے سوا
 دوسری کوئی صفت سے ہر دو میں مناسبت نہیں غرض
 تشبیہ و تمثیل کے واسطے بس ہے تمام تشبیہات اسی طرح ہیں۔

اسرار فی ذکر موت

ادھی ہمارا انکار کر سکتا ہے اور انکار کو دلائل سے ثابت کر سکتا ہے
 موت کا انکار نہ کر سکیگا کوئی دلیل سے ثابت نہ کر سکیگا کیونکہ وہ بتا
 کہ ہر ذی روح جو عالم امکان میں آیا آخر فنا ہوا کسی کو بقاء نہیں پس

تو بھی اپنے حال پر قیاس کر ذرا فکر سے دیکھ کہ کب تک زندہ رہیگا
 آخر یک نہ یک روز چارونا چار اس دنیا سے جانا پڑیگا یہ عالم تو چند
 روز کا تھا وہ عالم آخرت ہمیشہ کا ہو روح مرنا نہیں اس عالم میں رہیگا
 اگر یہاں سے کچھ ہمراہ تو شہ اعمال لیا ہے وہاں کام آئیگا اسی حُفرت
 ربوبیت کی حِجَال کی نعمت حاصل ہوگی اگر غفلت میں مر گیا ہے تو ہمیشہ
 حسرت و غم کے سوا کچھ حاصل نہوگا تعلقات ماسوا اللہ و معصیت
 کی ظلمت تیرے میں اور خدا میں حجاب ہو دیگی۔ عذاب و دوزخ میں مجھوڑی
 کے غم و الم میں خستہ و خراب رہیگا خدا تعالیٰ اس روز کے نقصان پر ان
 سے و حسرت و عذاب سے دبے نصیبی سے بچا دے۔ پس چاہئے کہ وہاں
 کام آنے کی چیز ہمراہ رکھے وہ معرفتِ الہی ہو اور عمل صالح جس سے
 دل صفائی پیدا کرے یہی صفائی دیدارِ الہی تعالیٰ کا سبب ہو دے اس سے
 بڑی نعمت آخرت میں دوسری کوئی نہیں یہ بیان مفصل کیسا سعادت
 میں مذکور ہی اول ایمان صحیحہ حاصل کرنا۔ ایمان صحیحہ تصوف کے راہ سے
 حاصل ہوتا ہے اسکو مرشدانِ کامل کے ارشاد سے معلوم کرنا شکوکِ دل
 کے رفع کرنا بعد انکی تربیت کے موافق ذکرِ الہی کی مواعظت کرنا طرح
 کہ کوئی لحظہ کوئی دم ذکرِ الہی سے خالی نگذرے نفس کے خواہشات
 کی پیروی نہ کرے جب محنت و ریاضت کر لیگا تو کمال کو پہنچا دولت
 آخرت حاصل کر لیگا نفسِ الرحمان میں ایک مثال بہت عمدہ لکھے ہیں
 کہ آدمی مرغ کے انڈے کے مثال ہی جب اسکو چند روز مرغ کے

پیٹ کی گرمی میں تربیت کرے تو آبِ ناچیز یک مغ جاندار ہو کر باہر آتا ہے
اگر غفلت میں ویسا ہی اس انڈے کو ناچیز بیکار چھوڑ دیں تو گندہ
و مستغن اس قدر ہوتا ہے کہ آدمی اوسکی بدبو سے کوسوں بہاگتا ہے
آدمی کا روح بھی بہت کمال پیدا کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے اگر اوسکو مرشد
کی تربیت اور توجہ کی گرمی پہنچے تو ولایت کے مرتبہ کو پہنچتا ہے آئینہ
جمال ایزدی ہوتا ہے اگر ویسا ہی مشہوات و لذات فانی میں چھوڑ دیں
تو جانور دن سے بدتر و ناکارہ تر ہو جاتا ہے آخرت کی خرابی اسکے
حصہ ہوتی ہے پس آدمی کو چاہئے کہ اپنے قوتی پر نظر رکھے اسکو
راہ سلوک کہتے ہیں۔

فائدہ طریق سلوک مختصر بطور لب

اول متابعت شریعت پر تمام فرض و سنت بر غبت و اخلاص ادا کرین
اور شریعت کے کاموں کو ادا کرنا وقت نہ معلوم ہووے بلکہ سہل اور
آسان ہو جاوے یہی امتحان اپنے باطن کا ہے اعمیٰ جو کام بدول کیا کرے
آسان نظر آوے جو کام بہ تکلف کیا کرے جس میں دل متوجہ نہ رہے
محنت نظر آوے پس یہ سب کام جب نفس پر آسان ہو جاویں۔
شکر الہی بجالانا فرض و سنت کے سوا ہی نوافل کے عوض اپنے مرشد
کے حکم بموجب ذکر و فکر و مراقبہ طرف متوجہ رہنا جس قدر نفس کا خلاف
کرین اور مشہوات و لذات جسمانی طرف کم متوجہ ہووین اوس قدر روح
و باطن دتر و تازگی دلکی زیادہ ہونے لگیں یہاں تک کہ اگر کوئی یہ چار

خصلت اختیار کرنے اسپر غیب سے دروازے ملک کے کہلینے
 دل میں ایک روشنی ایسی پیدا ہوگی کہ دل کو تسلی حاصل ہو دنیا اس پر
 تلخ ہوگی دولت آخرت کے آثار یہاں بھی اوسکو نظر آنے لگیں گے
 چار خصلت یہ ہیں اول گرنگی دوم بے خوابی سوم خاموشی
 چہارم خلق سے گوشہ گیری لیکن یہ چار خصلتیں عہد اختیار کیا ہو کر
 اس سے ذکر الہی کی آسانی اور شرور نفس کے دفع کے سوا بے دوسرا
 غرض نہیں ہے۔ یہ خصلت جبکو حاصل ہو ابدال کے مرتبہ کو پہنچتا ہے
 اعنی ابدال اس مرتبہ کے مداومت سے ہوا پر پرواز کر سکتے ہیں لاکن
 مرشدان مریدان کو تربیت کے واسطے چند روزان خصلتوں کے اختیار
 کرنے کا حکم دیتے ہیں جب کمال کو پہنچتا ہے چندان اسکی مداومت
 کی حاجت نہیں رہتی اس میں بھی مراتب ہیں ہر ایک کے واسطے
 حکم علیحدہ ہو مثلاً حکیم یک بیمار کو صحت کے بعد پرہیز ترک کرنے کا
 حکم دیتا ہے دوسرے کا مرض سخت ہی تو بعد صحت کے بھی پہرہ بجا
 ہو جانے کے خوف سے ہمیشہ کا پرہیز فرماتا ہی یہ بیان زیادہ
 طوالت رکھتا ہی مجھے اختصار ضرور ہی سلوک کی کتابوں میں اسکا تفصیل
 بیان ہے اتنا معلوم کر کہ تیز روح بیمار ہے اور مرشد طبیب روحانی
 ذکر و فکر کے واسطے خطر دن کو نہیں آنے دینا اور حدیث نفس اعنی
 دل میں خود بخود جو باتیں کرنے کی بدعات ہی ترک کرنا شرط اول
 اور فرض راہ ہے مرشدون کی صورت کا مشاہدہ جو مقرر کرے ہیں ہی

واسطہ ہے تاکہ بتدیون کا دل قرار پاوے خطورات اور حدیث نفس سے
دور رہے ابتداء میں اس کے فائدے بہت کارآمد ہیں واللہ اعلم۔

فائدہ

حاصل غرض اس راہ کی مانع اور راہ زن طلب دنیا ہے جو کہ اس میں
گرفتار رہا موت تک آنکھ نہ کھلتی نہیں موت کے بعد ہوشیار ہو کر کیا فائدہ
نیک بخت وہی ہے کہ موت کے آگے اپنی موت سے غافل نہ رہے
آخرت کا کام کرے باقی عمر اپنی غفلت میں گزرنے نہ دے جو دنیا کے
دام میں گرفتار ہوا اس کا ٹھکانا کمال دشوار لطف یہ کہ جانتا ہے اور چاہتا
کہ نہیں سکتا بہت سے موانع و پریش ہوتے ہیں خدا ہی نکالنا۔ پس
چاہئے کہ ایسا اتفاق ہو تو خدا سے ہمیشہ یہی التجا کرے کہ خدایا اس سے
نکال اور نجات آخرت کا راستہ آسان فرما آمین یا رب العالمین۔

فائدہ

اگرچہ فی الحقیقت راہ الہی میں اسباب دنیا زن و فرزند مانع نہیں ہیں
اوس وقت ہی کہ دل اور اس کا خدا سے لگاؤ سے محکم ہو جاوے کوئی تعلق
دل کا نہ رہے ہر چند ظاہر انہار اسباب تعلق موجود رہے لیکن باطن بے تعلق
رہے یہ مرتبہ ہر کسی کا نہیں یہ کام ہر مبتدی سے ممکن نہیں اگرچہ
بعضے کا طین کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے ذمی حوصلگی اور کمال باطن انہوں
کا نہایت اعلیٰ درجہ کا ہی کیونکہ عقلاً ممکن ہے کہ کوئی شخص بدن پر موم
لگا دے اور پانی میں جاوے تو پانی کا اثر نہ ہو دیگا اور آنکھ کہوں

رکھے اور دوسری شئی طرف کمال درجہ محو سے اسکو دوسرا کچھ نظر نہ آدیکھا ایسا ہی بزرگان کامل کو بعد کمال کے باوجود اسباب دنیاوی کے اور اسکا تعلق دل میں باقی نہیں رہتا دنیا کارہنا نہ رہنا اور ان کے حق میں برابر ہو جاتا ہے۔ یہ کمال کا درجہ ہے ہر کسی کا حوصلہ نہیں ماقصین گرفتاران دنیا اپنے حال پر بھی ایسا ہی قیاس کریں تو چبا ہے سواری فریب نفس و شیطان کے اور کچھ حاصل نہوگا۔ اگر کوئی شخص باوجود اسباب دنیا اپنے دل سے اسکی محبت بدیہج دور کرتا جاوے تعلق سے باطن پاک کرتا رہے اسکی پروا نہ رکھے اس حال و اسباب سے کار خیر نفع خلایق کی نیت رکھے اسکی محبت مطلق نہ رکھے فائدہ سے خالی نہیں چندان نقصان اسکا نہ ہوگا ایسے لوگ عنقاہین ذکر الہی کا جو مانع ہی وہی بُت ہی وہی رہن ہی وہی شیطان ہی وہی دنیا ہی اگر دنیا ذکر الہی کو مدد کرے عین دین ہی کار ثواب ہی اصل مقصود یہ ہے کہ خدا کے طرف مشغول رہنا اگر کوئی شخص دنیا کے اسباب اور مال سے کچھ نہ رکھے ہمیشہ خاموش گرسنہ بیدار رہے مگر دل ماسوی اللہ کے طرف مشغول رکھے ذکر کی حمادت حاصل نہ کرے اسکو کیا حاصل ہوگا لا دین ولا دنیا ہی۔ مل غرض ذکر الہی اور سہتی الہی میں اپنے ہستی کو فنا کرتا ہی وہی دولت آخرت اور عین حق ہے۔

فائدہ

کوئی بات آدمی کو یک بیک حاصل نہیں ہو سکتی طبیعت کے عادات

یکدم ترک ہونا ممکن نہیں جبکہ شوق الہی ہو اور سکھ ضرور بلکہ فرض یہی کہ
 ماہ کے منافات دور کرتا رہے چند روز میں عادت ہو جائیگی وقت
 آٹھ جائیگی تعلقات نہ رہیں گے جو کہ باقی ہیں اور سکا ترک کرنا آسان ہو جائیگا
 نفس کا خلاف کرنا اور اس کے خواہش نہ برلانا اس ماہ میں اس کا فائدہ
 عظیم ہو جسکو ایسی توفیق ہووے معلوم کرنا کہ یہ مدد غیبی ہی اس کا بیڑا ہے۔
تمتہ اسرار و تتمہ سلوک

یہاں پہر عقیدہ کا تتمہ بیان لکھا جاتا ہے جس میں سلوک کا خلاصہ بھی
 ہوا ہے عارفانِ خدا واصلانِ درگاہ کے نزدیک جو مسائل کہ
 ضروری اور معتبر اور ارشادِ الہی اسرار میں جملہ گیارہ ہیں اول خود
 شناسی دوم خدا شناسی سوم تنزلات ستہ چہارم وحدت الوجود
 پنجم عینیت غیریت ششم قرب و وصال ہفتم معیت ہشتم
 اندراج شری و رشتہ نہم تجد و امتثال و ہم قضا و قدر یازدہم ماہیت
 روح معلوم کرنا ضروری ہے کہ تنزلات ستہ اور عینیت و غیریت سے
 خود شناسی و خدا شناسی بطریق مجمل معلوم ہو ہی ماہیت روح بھی اسی
 مسئلہ سے تعلق رکھتی ہے روح کو نفس نام طے اور روح انسانی کہتے ہیں
 دل بھی اسی سے مراد ہے یہی روح مکلف ہے یعنی امر و نہی اسی پر ہے
 عذاب و عقاب آخرت اسی روح پر ہے بہشت اور دیدار الہی کا فائدہ
 اٹھانے والی یہی روح ہے یہہ روح جو ہر ملک سے یک جوہر متحد ہے
 آئینہ جمال الہی ہے تمامی کمالات انسانی حاصل کرنا اسی کا حوصلہ ہے یہہ

کمال طوالت رکھتا ہے کیسیا وسعادت کے عنوان میں مفصل اسکا بیان
ہے وہاں دیکھنا لاکن عین ماہیت اس کی بیان کرنے کا حکم نہیں
مگر اسقدر کہنا ضرور ہے کہ اِنَّکَ فِیْ جَسَدِ اَدَمَ لَمُضْغَةٍ فِی الْمُضْغَةِ
قَلْبٌ فِی الْقَلْبِ فَوَادٌ فِی الْفَوَادِ رُوحٌ فِی الدَّوْحِ نُوْرٌ فِی النُّوْرِ
مِثْرٌ فِی السَّوْرِ خَفِی فِی الْخَفِی اَنَا اس سے ظاہر ہوا کہ جسد کے اور خداوند
تعالیٰ کے درمیان سات واسطہ ہیں تام ملا کر تو ہوتے ہیں اسکی خضار
تفصیل یہ ہے کہ جسد میں مُضْغۃ ہی اعنی جبکو دل صنوبری کہتے ہیں وہ
ایک پارہ گوشت ہے بائیں طرف سینہ میں رہتا ہے دل کا پر تو ہمیں
منوہ ہوتا ہے اس لئے اسکو بھی مجازاً دل کہے وگرنہ یہ بھی جسم کے
قسم سے ہی جو ان کو موجود ہے دل حقیقی بہت لطیف پارہ گوشت
بہت کثیف چمکدار چیز کا چمک لینے کی قابلیت اس میں نہیں خداوند تعالیٰ
نے اپنی حکمت بالغہ سے بدن کے اخلاط سے یک بنجار پیدا کیا اس
بنجار کا معدن یہ مُضْغۃ گوشت کا ہوا پس اس بنجار کی لطافت نے
دل حقیقی کی چمک اعنی پر تو کو قبول کیا اس بنجار لطیف کو روح حیوانی
طلبی کہتے ہیں اس میں روح انسانی چمکا وہی جان اور دل ہی وہی تام
بدن میں لغت کرنا ہی سات صفات اوسیکے ہیں جو آدمی میں موجود
ہیں غرض روح انسانی یک لطیفہ ربانی آئینہ جمال روحانی ہے اسکا
بہید باریک اور نازک ہی جو طالب صادق سلوک کا ارادہ رکھتا ہے
اوسکو اسقدر معلوم کرے کہ گمراہی اور قطع تعلق میں کوشش کرنا

کافی ہے اب نورِ ارب کا بھی ایک شمعہ سن رکھا چاہئے وہ یہ کہ جب
 ایک مرتبہ ہوا اوسین جو مضغہ ہے دوسرا ہی جو اوسین عکس روح کا چمکا
 ہے تیسرا مرتبہ ہے اس عکس کو قلب کہتے ہیں اس قلب کے دو جہت
 ہیں اعلیٰ کا جہت روح کے طرف ہے تا فیضان او دہر کا لیکر ادھر چشم
 پہنچا دے قلب کا جہت جو اسفل طرف ہے وہ نفس ہی جسم کی پرورش
 اور اسکی حفاظت اور اسکی غنوار ہی نفس کے تقوین ہی جسم کے لذائذ
 سے نفس کو لذت حاصل ہے جب نفس تمام ہمت اپنی جسم کے پرورش
 و غنوار ہی میں صرف کیا اور اسکے لذائذ میں لگ رہا ہے تو اسکو نفسِ مارہ
 نام ہوتا ہے کیونکہ دل کی جہت اعلیٰ کے قوت کو بھی ضعیف کر دیا
 بدی پر مستحکم ہو گیا اس صفت کے نفس والا یا کافر یا بڑا گنہگار
 تا فرمان بردار آدمی ہوتا ہے جب نفس اپنے خرابی اور نا فرمانی
 سے آگاہ ہو کر پشیمان ہوا اور اسکو نفسِ لواۓ کہتے ہیں یہ نفسِ والا
 مومن صالح ہے ہر جب یہ نفس خدا کے طرف متوجہ ہو کر ذکر و فکر
 و عبادات میں بہم تن مصروف رہا دلین یک صفائی حاصل ہوتی ہے
 نفس ہی اس صفائی کو قبول کرتا ہے اس کا نام نفسِ مہمہ ہے بعضی
 غیبی بات یکا یک دلین آجاتے ہیں ویسا ہی ظہور میں آتا ہے اسکو
 الہام کہتے ہیں اگر اسکو کوئی آواز آوے اس سے غیبی بات
 معلوم ہو دے اور اسکو نف کہتے ہیں القصہ جب پر یہ نفس
 مطمئن ہوتا ہے اعمیٰ تمامی جہات و تعلقات سے دور رہتا ہے

اور بجی خدا کے طرف لگ جاتا ہے تو گویا ایک ہی جہت پر قرار پکڑا سکون حقیقی حاصل ہوا یہ بڑا اعلیٰ درجہ ہے پہر سپر کوئی درجہ نہیں خدا تعالیٰ کے خطاب لایق ہوتا ہے ولایت کا مرتبہ اس سے زیادہ نہیں یہ تفصیل طول سے یہہ مراتب نفس کے مرشدوں سے بقدر ضرورت تعلیم و تلقین پاک محنت و ریاضت سے اعنی ذکر و مراقبہ و ترک تعلقات کرنے سے بدستج حاصل ہوتے ہیں اب تک اسی طرح سے سب کو حاصل ہوتے آئے ہیں سلوک اسی کسب کا نام ہے تیسرا درجہ قلب ہے جو اد پر لکھا گیا ہے چوتھا درجہ فواد ہے قلب اور روح کے درمیان بعض محققین کے بیان سے وسط پایا جاتا ہے اسنے قلب کا ظاہر جہت نفس ہوا باطن کا جہت فواد۔ فواد کا باطن روح روح کا باطن نور کا باطن سسر اور سر کا باطن خفی سے وجہ اللہ ظاہر وجود وجود متفاضل نفس الرضانی ہے کہتے ہیں مصداق ہوا نظر کے عین ذات اقدس تعالیٰ شانہ ہوا اسے یہی مراد ہے یہہ تمام تجلیات و تنزلات کے مراتب ہیں دوسرے قسم سے سات مرتبہ مین یا یون کہو کہ نو مرتبہ مین بیان کیا گیا ہے جس تشریح و تفصیل سے کہیں سب ایک ہی مقصود ہی تفاد و تحالف نہیں ان بیان یک شبہ بھی رفع کرنا ضرور ہے وہ یہہ کہ اس بیان سے مبادا کسیکو حلول و اتحاد کا گمان نہ ہو جو اسکی مثال یہہ ہے کہ مثلاً آفتاب یک چشمہ آب پر چمکا و مان سے اسکا چمک یک آئینہ مین نمود ہوا پہر اس کے مقابل کے آئینہ پر چمکا اس طرح جب قدر آئینہ اس کے مقابل ہوتے جائینگے

وہی چمک نظر آیا کر گئی آخری آئینہ کے مقابل دیوار ہو تو دیوار کو آئینہ کا
 شعاع روشن کر دیگا ای طرح فیضان وجود الہی کو یک نور تصور کر و چند
 واسطہ سے دیوار پر وہ نور چمکتا ہے آخر دیوار کثیف بھی اوس کے روشنی
 سے منور ہو جاتی ہے اس بیان کو اس قدر طل کرے گا سبب یہ ہوا کہ
 اس زمانے میں اکثر لوگ کو اس علم تصوف کا شوق پیدا ہوا ہی ہر کوئی
 اسکا طلب گار رہا لیکن یہ شوق بے اثر پایا گیا ہزار آدمی سے شاذ و نادر
 کوئی یک ہو گا کہ سچہ عمل کریگا کچھ ذکر و فکر طرف متوجہ اور قرب خدا
 کا طالب ہو گا محض یہ علم ہی یک تماشائی فن یا دل لگی کے نقل و حکایت
 سمجھا گیا ہی ہر کوئی اس علم کا دم مارتا ہی فخر سمجھتا ہے خیر کچھ بھی موجب
 بعض طالبین اس علم تصوف کے کوئی رسالے دیکھ لیں اوسمیں وحدت الوجود
 یا احاطہ خدا تعالیٰ کا ہر شئی بالذات اور معیت ذات کے مسائل دیکھیں
 اپنے اسے اسے اسکو معلول و اتحاد نہ سمجھیں اور ایمان سے بے نصیب
 نہو جائیں الحاد و زندقہ میں نہ پڑیں اس غرض سے کچھ اسکے بچاؤ کے
 واسطہ بیان کرنا ضرور ہوا اگر اس عیوب سے پاک کر کے سایل مذکورہ
 کسی دانشمند لوگوں سے اپنے عارف سے معلوم کر کے اوس پر عقیدہ کہیں
 ایمان اسکا کامل عقیدہ درست ہو گا اسکا ثمرہ البتہ آخرت میں پاوے گا
 اسکے سات عمل ہی ہو تو نہو نور علی نور ذلک فضل اللہ یوتیہ
 من یشاء اگر کسیکو سچا شوق ہو تو اسکے بعد نعمت راز وغیرہ معتبر
 کتب اوستا دے دیکھیں نہ کہ خود رائی سے ششتم قرب وصال

یہ قرب و وصال ایسا بہنیں کہ ایک جسم سے دوسرا جسم نزدیک ہے۔
یا ملاقات کرے بلکہ جب یقین ہوا کہ رب از روے وجود عبد کا
عین ہی جب عبد اپنے غیریت کو دور کیا اپنی ہستی وہی اسکے خیال سے
درگزر اقرب و وصال علی و شہودی درجہ بدرجہ حاصل ہوا جہاں تہا وہیں
جیسا تہا ویسا ہی ہی مگر اپنے وہم و خیال سے غفلت سے جو دور تھا
عینیت کے علم کے حاصل ہونے سے دوری جاتی رہی وہی قرب و
وصال ہی اگرچہ یہ بات کتابوں سے دیکھنے یا سننے سے مرشدوں
سے ارشاد پانے سے اس بات کا علم حاصل ہوتا ہی یہ بھی فائدے
سے خالی بہنیں لاکن کمال وہ ہے کہ کسب سے اور مراقبوں سے
سوا ہی اس عینیت کے دوسرا خطرہ نہ دل میں آوے اور اس
محویت میں بے خودی اور مرتبہ فنا حاصل ہووے وہ قرب وصال
حقیقی ہے تو باش اصلاً کمال این است و بس ۴ تو دوران گم شو
وصال این است و بس ۴ معیت کا حال بھی اسی طور پر ہے اللہ معکم
اَیْمَا کُنْتُمْ اَعْنٰی خدائے تعالیٰ تمہارے ساتھ ہی تم جدھر رہو جب
وجود پاک الہی عین ہو کر ہر شے کے ساتھ رہے اس سے زیادہ پہر گوئی
معیت ہوگی۔ اندراج شے در شے اس کو کہتے ہیں کہ ایک شے میں ایک
شے رہنا مثلاً ہم علم الہی میں عین ذات الہی ہیں اور ذات الہی
ہمارا عین ہی گویا شجر میں تخم ہی اور تخم عین شجر پس اس قیاس
پر درخت سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے میں تمام ہے اور تمام

میں سمجھتا ہوں کہ ہرگز یہ مسئلہ اور قرب و وصال اور محبت کو
 اس طور سے جاننا کہ طول و اتحاد نامہ ہو دے کیونکہ حلول اور اتحاد کفر ہو
 طول ایک چیز میں ایک چیز داخل ہونے کو کہتے ہیں اتحاد دو چیز ملکر
 ایک ہو جانے کو کہتے ہیں۔ حجبہ و اشغال کا مسئلہ ایسا ہی کہ ماسواہی
 ذات و صفات الہی کے جو چیز موجود ہی ہر لحظہ فانی ہوتی ہے معاہدہ موجود
 ہوتی ہے اس طور پر کہ اسکی حقیقت اور اصلیت میں کوئی قسم کا فرق
 نہ آدے کیا واسطہ کہ صفات الہی بیکار نہیں ہیں ہم میت مارتا ہی فانی
 کرتا ہی اس میں پیر اسی آن زندہ کرتا ہی وجود بخشا ہی حاصل کلام اس مسئلہ
 کو زیادہ طوالت ضرور ہے اس کے جاننے کی چندان ضرورت نہیں ایمان
 صحیحہ سپر بال فعل موقوف نہیں اس لئے اختصار کیا گیا اسی طرح قضا و
 قدر کا مسئلہ یہ بھی عقائدات شرعیہ موافق یقین کرنا کافی ہے اسکی حقیقت
 کما حقہ پہچاننا دشوار ہی مبتدی اور اہل سلوک کو واسطہ جاننا ضرور نہیں
 مان اس قدر معلوم کرنا کہ سوائے فعل الہی اور ارادت الہی کے کوئی فعل ظہور
 میں نہیں آتا کفر و اسلام طاعت و معصیت نیک و بد فقر و غنا ہمارے ہمارے
 اعیان کے قابلیت کے موافق ظاہر ہوتے ہیں مثلاً اگر ہم مل ویا قوت
 کو تاج پر لگا دیں اور سنگ خارہ کو فرش زمین کر دیں اور سیر ہمارا ظلم
 نہیں ہوا کیونکہ ہر ایک کا حوصلہ اس طرح کا ہوا گھوڑے کو دیکھتے ہی اسکی
 زبان قابلیت یہ کہتی ہے کہ زمین لگا دیں اور سوار ہو دیں گدھے
 کی زبان قابلیت یہ کہتی ہے کہ بوجھ لادیں اس طرح ہمارے اعیان

اپنے زبان قابلیت سے واجب حقیقی تعالیٰ شانہ سے جو جو طلب کے
 عطا فرمایا جس عین کی قابلیت و وزخ میں جانے کی ہر خدا اگر اسکو بہشتی
 بناتا یا بہشت کی قابلیت والے کو دوزخی بناتا البتہ لایق خدائی کے نہیں تھا
 بلکہ ہر ہر کی خواہش کے موجب دینا اس کا کام ہر غم کرنا ہے تو اپنے
 حقائق کے قابلیت کا غم کرنا ہر حقائق ہمارے اپنے قابلیت موافق چپا
 دیا قابلیت بے جل مابل ہر یہ بحث طوالت زیادہ چہتی ہر نام اس رسالہ کا
 اختصار پس یہ عذر قبول کرنے کا ہر فقط

اسرار

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ سکہ قضا و قدر کی تمام و کمالات اور اسطرح دوسرے
 بعضے دقیق و نازک مسائل معلوم کرنا کچھ حاجت نہیں شہود یہ اور وجود یہ
 کے رد و قبح میں خوض کرنا ضروری امر نہیں مبتدیان کو اس سے
 کیا غرض۔ کام آنے کی بات یہی ہو کہ ایمان صحیح عقیدہ دست حاصل
 کرنا یہ تو تشریحات ستمہ اور وحدۃ الوجود سکہ عنیت غیرت کی تحقیق
 ہونے سے حاصل ہو سکتا ہے شرک خفی سے نکلنا ہے توحید ذاتی
 توحید صفاتی توحید افعالی تمامی اصول کا اصل ہر یہ سید ہوتا ہر اعنی
 توحید ذاتی وہ ہو کہ ایک وجود کے قائل ہونا سوائے وجود الہی کے
 دوسرے کو لا وہو جاننا توحید صفاتی وہ ہو کہ جمیع صفات مثل حیات علم
 و قدرت ارادت سمع بصر کلام خاص ذات الہی کے ہیں بندے کی
 حقیقت مردہ۔ جاہل۔ عاجز۔ مضطر۔ بہرا۔ اندھا۔ سکا ہر ممکنات

میں جو صفات الہی ظاہر ہیں بطور عکس کے نمودار ہیں۔ شخص وہی صفات الہی ہیں پس جب صفات کو ممکنات سے نفی کیا تو باقی رہی صفات اللہ کی دوسرے کسی کو صفت نہیں ہی یہہ توحید معنائی ہے۔ توحید افعالی جب ماسوی اللہ سے قدرت کی نفی ہوئی بعد پر افعال سوائے خدا کے دوسرے سے کس طرح ظاہر ہو سکتے ہیں۔ بے قدرت کیا کر سکیگا جو فعل ظہور میں آتا ہے فعل الہی ہے اعمنی فعل الہی شخص ہی فعل بندہ عکس اس صورت سے توحید افعالی ثابت ہوئی یہی بات کام آنے کے ہیں اس کے سوا دوسرے علوم و مسائل اس کے تحت جانا چاہئے دوسرے مسائل پر یہ بات موقوف نہیں۔ جب ان تین توحید پر یقین کامل حاصل ہوا ہے چہ موافقت کرنا اور نفس کی پاکی اور دل صفائی طرف مشغول ہونا ضرور ہوا۔ اس کا نتیجہ تب ظاہر ہوگا اس کو سلوک کہے ہیں سلوک کا حال تو اول بیان ہوا اس کا خلاصہ یہ لکھا جاتا ہے۔

اسرار

ان تین قسم کی توحید کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنی ہستی اور اپنے صفات اور افعال نظر سے اوشختے جا دیں جب اپنے ذات کو دیکھے ذات الہی کا منظر جانے جب اپنے صفات کو دیکھے صفات الہی کا منظر ہر تصور کرے اپنے افعال کو افعال الہی کا منظر سمجھے بدستور ہر کسی کے حال پر بھی خیال کرتا جاوے یہاں تک کہ تمام کی ہستی اور صفات اور افعال نظر سے گر جاوے اس کو فکر کہتے ہیں ذکر و فکر اصل سلوک

ہے ذکر وہ ہی کہ خدا کو یاد کرے ذکر تین قسم پر ہے۔ اول ذکر جلی زبان سے بآواز اللہ کے نام کا ذکر ناپیم ادنی مرتبہ ہے مگر مبتدی پر ذکر جلی اس راہ میں فرض ہے اس کا فائدہ بھی زیادہ ہی خطرے اور حدیث نفس کو بڑا کرنا سوائے اس کے ممکن نہیں۔ ۵۵ مارا ذکر قلبی وہ یہ ہے کہ دل میں اللہ کا نام یاد کرنا یہ اوسط درجہ ہے لاکن کمال نہیں کیونکہ اس میں لفظ کا خیال اور ذکر و تذکیر کا تصور باقی رہتا ہی تیسرا ذکر خفی رومی وہ یہ ہے کہ فقط مستی الہی کا تصور ہے دل میں لفظ اللہ کا خیال بھی نہ ہے اللہ سے مراد ہستی صرف ہی فقط اس کے سوا دوسرا خطرہ دل میں آنے مذیوسے اس وقت قلب صنوبری کے یعنی جانب چپ سینہ متوجہ رہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں اس کی ہمیشگی سے فائدہ عظیم ہے یہ بڑا دوا گار ہے اسی عمل کے مدد سے مرتبہ بخیرودی و فنا حاصل ہوتا ہی یہ عمل آسان نہیں ہوتا جب تک تعلقات دل سے دور نہ ہو دین تمامی تعلقات ماسوی اللہ سے جب دل خالی رہے یہ عمل مراقبہ آسان ہوتا ہی اس سے دل کی روشنی ظاہر ہوتی ہی جب یہ روشنی زیادہ ہو ہی عالم ملکوت کا سیر حاصل ہوتا ہی غیب کے امورات معلوم ہوتے ہیں اس کا نام کشف ہی اس کا بیان طریقی ہے یہاں اس قدر بس ہی مگر یہ عمل مرشد کے اجازت سے کرے جلد فائدہ نظر آئیگا ورنہ نقصان نہیں۔

رباعی

ادب بکار کو طبیب ضرور

طفل مکتب کو ہی ادیب ضرور

طالب حق مرید کو خاطر مرشد کامل ولیب ضرور
 ذکر اقسام کے ہیں۔ اللہ اسم ہوا اللہ ہو کے ذکر کا طریق جُبا ہے
 پاس انفاس واما حاصل ہو تا ہو لا الہ الا اللہ کا ذکر نفی اثبات ہے
 اس میں مرتبہ فنا جلد حاصل ہوتا ہے یہ طریقے مرشدوں کے تعلیم سے
 معلوم ہو سکتے ہیں۔

اسرار

تصرف الہی عالم پر مانند تصرف روح کے جسم پر لیکن ہر دو تصرف
 میں فرق یہ ہے کہ جسم سے روح کا تصرف اور علاقہ اٹھ گیا بعد جسم بچاں
 ہو کر مردہ باقی رہتا ہے جو جان اور حس و حرکت اور کوئی حقیقت حیات کی
 باقی نہیں رہتی ہے لیکن تصرف و تعلق الہی عالم سے اٹھ جاوین تو
 نہ کوئی صفت عالم باقی رہیگی نہ وجود عالم کا باقی رہے گا اسنے دہان
 جسم بے جان نمودار بطور مردہ باقی رہتا ہے جان عالم کا کچھ نشان بھی
 باقی نہ رہیگا نابود محض ہو جائیگا کیونکہ روح سے جسم کی حیات جاتی
 رہنے سے اور صفہ جسم خاک و ناچیز ہو جانے کے لائق ہوا ذات
 الہی وجود عالم ہے اور حیات عالم ہے اس کے تعلق سے وجود اور حیات
 باقی اور قائم ہے سوائے اسکے معدوم ہو کر نابود محض ہو جائیگا۔
 مگر تمثیل فی قابلیت اعیان و خواہش ذاتی آنکہ
 بہت بار ایسا ہوا کہ بعضے لوگ قوی اقتدار اور ذی قدرت کریم اس
 ہزار ہا لوگ کو دعوت دے رہے ہیں جب مجلس کامل فرماہم ہو تو ہر ایک سے

سوال کئے ہیں کہ تم کو نسی قسم کی غذا کھاؤ گے خواہش کس چیز پر ہی ایک
 فرد اپنے اپنے خواہش موافق غذا کی چیز ان تفصیل وار بیان کیا تو
 ایک کاغذ پر لکھ لیکر چند عرصہ مناسب مین تمام چیز ان ہر ہر کی خواہش
 موافق بعضے اقتدار کے رو سے بعضے خرق عادت اور کرامت کے
 زور سے ہر ایک کے آگے لا رکھے ہیں سب لوگ اپنے اپنے خواہش
 موافق تامل کر کے مخطوط ہوئے ہیں۔ اب قیاس کرو کہ اگر کوئی شخص
 بہتر بریانی مرغفر چاہا۔ کوئی بخج کی خشک روٹی چاہا تو میزبان وہی لا دیا۔
 کیونکہ چاہے موافق دینا اوس کا کام ہی خراب چیز دینے سے اور سپر
 حرف و اعتراض نہیں آسکیگا۔ ہر حال میں میزبان بری ہی فقط کریم
 بحال ہی اسطرح اعیان کی جو قابلیت اور استعداد ہی اعیان کی
 خواہش وہی ہے پس واپس حقیقی نے جو خواہش اعیان ثابتہ کی تھی
 عطا فرمایا کوئی کفر چاہا کوئی مصیبت چاہا کوئی بیماری چاہا کوئی فتنہ
 چاہا وہی پایا۔ اس سے اعتراض کو جائے نہ ہی۔ کوئی میزبان نے پوچھ
 نہ سکیگا کہ مجھے ایسا خراب کھانا دوسرے کو بہتر غذا کس واسطے دیا
 اسی طرح کوئی خدا پر حرف نہ رکھ سکیگا کہ مجھے کا فر عاصی کس واسطے
 کیا دوسرے کو مسلمان بطبع کس سبب سے فرمایا یہی باعث ہے کہ
 جب قیامت میں کافران اور عاصیان خدا اٹھالی سے یہی حال
 کوئی گئے تو خدا ہی جل شانہ اُن اُن کے اعیان کے قابلیت اور نحو
 دکھائیگا جب دیکھیں گے قبول کر لینگے اپنے نطاس کے قابل ہو کر سرچے

کر لینگے لایْسَلْ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یَسْکُونُ۔ اعنی خدا کو کوئی پوچھ نہ سکیگا
بلکہ دوسرے لوگ سوال کرائے جائینگے۔

مکر بیان قضا و قدر بطریق تمثیل دیگر

خداوند تعالیٰ فاعل حقیقی اور مختار رہتے ہوئے بندہ فعل نیک سے ثواب
فعل بد سے عذاب پانے کا مثال لطیف لکھتا ہوں جسے غور ہی مثلاً ایک
شخص ہے لنگڑا مطلق پاؤں نہین رکھتا جائے سے حرکت کر چکی قدرت
نہین رکھتا لاکن فن سپاہ گرمی جانتا ہی کسی شخص کے کھانڈے پر
سوار ہو کر ہاتھ میں شمشیر لیکر دشمن کے لشکر میں گیا جس کے کھانڈے
پر سوار رہے اوسکو مدہر چلو کہا وہ چلا گیا اپنے شمشیر سے لوگوں کو
قتل کرتا رہا بعد لنگڑا کہا کہ ایک سیوہ دار درخت کے نیچے لیجا وہ شخص
اس کو لیگیا لنگڑا ہاتھ دراز کر کے پہل درخت سے توڑا جو محتاج اور
گرستے تھے اوسخون کو کھلایا آپ بھی کہا یا بیان اب قیاس باریک اور
خیال نازک کی جائے ہے اعنی لنگڑا از خود قدرت نہین رکھتا تھا کہ چکا
حرکت کرے کسی کو قتل کرے یا کسی پر احسان کرے اوس کو تو
یہی کہیں لنگڑے کا کام ہے لاکن اوس کو جو شخص اٹھا کر پہرانا تھا
اوس نے قدرت اوسکو دیا اگر قدرت نہ دیتا لنگڑا کو ہی کام نہ کر سکتا
اگرچہ اٹھایا سو شخص قدرت دیا لاکن فعل نیک و بد کا حوصلہ لنگڑے کا کہ
جواٹھا یا تھا اوسکا طریق یہی ہے کہ لنگڑا مدہر چایا جس طرح چا
اور سطرف لیجا وے پس اس صورت سے فاعل حقیقت میں ذات خدا

ہے قدرت دینا اس کا کام ہو آدمی جو اپنے اعیان کی قابلیت ہے
 اس موافق نیک و بد جو عمل کرتا ہو اس کی جزا سزا پانا ہے صدیق اکبر
 اپنے عین کی قابلیت کی موافق خواہشمند ایمان اور تصدیق کے
 ہوئے ابو جہل کو انکار اور کفر کی رغبت پیدا ہوئی لیکن قدرت نہیں تھا
 وہ قدرت باطن سے فاعل حقیقی کی جانب کی ہر کہ اد نکاح ایمان اس کا کفر
 ظہور میں آیا یہ یک متیل ہے قریب الفہم مگر نہ تمامی وجہ سے یہ متیل
 موافق نہ آئیگی۔

تنبیہ

اصل حقیقت یہ ہے حکمت الہی اور اسرارِ ناقما ہی میں عقل حیران ہے
 عقل کو دخل دینا اول نادانی یہی ہے یہ تمام تمثیلات و لایل عقلی ہیں
 جب عقل کے پر بیان جلتے ہیں اس سے کامل تشفی کب حاصل ہو سکتی ہے
 ایمان و یقین کامل و محکم وہی ہے کہ اعتقادات شرعیہ پر تصدیق لاؤ
 شرعیہ و تصوفیہ مسائل و اسرار یہی ہیں جو بیان ہوئے اب باقی رہا
 معاملہ کشف اس کی حقیقت اہل کشف جانتے ہیں ہم ایمان کو یہ ضرور
 کہ جو مقدمہ ہمارے فہم سے دور نظر آوے اس کو خدا پر سوچ کر
 شک میں نہ پڑیں حج بندگی تراجم کہ یہ کارۃ واللہ اعلم بحقیقتہ

نظم

عقل ہے پاسوختہ اس راہ میں	فکر نا آموختہ اس راہ میں
نور ضیعی جبکہ دل میں جا گیا	اُس نے اُس سے آگہی پیدا کیا

<p>سروحدت نور ہمای یا شعور ہے ہمارے دل میں تاریکی تمام دل سے تاریکی یہ جب ہو جاوے جملہ اسرار و تمامی مشکلات وہم ہستی اور خلق جسم کی دل کی تاریکی کا ہوا صلی سبب خائف تاریک میں مثل چراغ</p>	<p>منہم کرنے نور کو لازم ہی نور نور کا کس طور ہو دیگا مقام غیب سے پیدا ہو دلیں ایک نور خود بخود ہو جاوین حل از شش جہات لذت فانی تمامی قسم کی جاوے تاریکی تو آوے نور جملہ نامعلوم کا دیوے سراغ</p>
---	---

چند ایات ختام

<p>مجھے علم سے کچھ بھی بہرہ نہیں دے لے جو کہ از غیب بخشا خدا مجھے مرشدوں سے جو بھیچا ہر فیض یہ سب الگ ہی غیب کا فیض ہے یہ فضل خداوند رب کبیر عقیدے کا اپنے کیا استعان محک پر ہوا جبکہ کامل عیار بہت عارفوں سے کیا ہوں صحیح بسا عارفان حقایق شناس موجد شماران آگاہ دل مجھے فیض صحبت سے کمر ملے</p>	<p>حقائق معارف میں کچھ بہرہ نہیں کہاں تک کروں شکر اوسکا ادا خدا اوس کے وہ چند بخشا ہر فیض خداوند لاریب کا فیض ہے جو کچھ جانتا ہوں قلیل و کثیر درستی کے قائل ہرے کا فان کیا اس عقیدے کو میں اختیار نہیں امر کو ہی اس میں زشت و قبیح بسا نکتہ فہمان روشن قیاس سچرہ پسند و تعلق گسل عنایت سے اپنے کئے بہرہ مند</p>
---	---

مجھے غفوانِ جوانی سے کام
 دنان جو بزرگان تھے عالی تبار
 جو علما اکابر سنہ پروران
 ملاقاتِ ادن سے کیا بالفرد
 یہی تھا وظیفہ یہی کام تھا
 کہیں کچھ ملا اور کہیں کچھ ملا
 سب اسکا ہر محضر افتخارِ رب
 جو کچھ مجھ کو اس فن سے محترم کر
 وقایق نہیں بتدی کو ضرور
 لکھا باوجود اس کے اکثر زیار
 لکھا مختصر اور اجبال پر
 ہر تفصیل اسکی طوالت طلب
 ضروری یہ از فضل باری لکھا
 اگرچہ راشغل و نیازِ شرف
 کل کر وطن سے جو مہر رہی
 دنان سے سفر کر کے بے گفت گو
 سنہ پوری شہ سے تانکتہ سنج
 یہاں بھی طغین جنابِ رسول
 جو چاہا خدا سے وہی پالیا

یہی تھا کہ جب پر نیچا کوئی مقام
 ولی اور مجذوب پرور و نگار
 خدا دوستان اور آزادگان
 دیا فیض صحبت سے دلوں کو سرور
 سجز اس کے دل کو نہ آرام تھا
 وہ صحبت نہیں جو نہیں پہلا
 یہ سب فضلِ رب سے نہیں کچھ عجیب
 کچھ کیا اس رسالے میں مرقوم کر
 حقائق ہیں اکثر کے فہم سے دور
 حقائق و وقایق بصندوقِ رسد اور
 نہ ممکن ہوا اس میں خبر مختصر
 مجھے اوسکے لکھنے کی فرصت ہو
 یہ گنجینہ یادگار سی لکھا
 ہر عمر ایسے ہی کاموں میں مہر
 دنان احسن یک قصہ شہد کو کہ
 جو بھینچا ہوں آحیدر آباد کو
 ہزار و دود و صد اور شہتا و پنج
 ہوا شغل دنیا بہ خوبی حصول
 میں یک قطرہ مانگا تھا دریا ویا

ہنیں کو سر پہن لیں اور آرزو
 اجل یاد آئی لگا دل پر غیش
 لگی دلیں آتش جلا دی مجھے
 ہر سی زندگی تلخ اور ناگوار
 کیا جبکہ جذبے طلب دل میں شور
 ہوا عزم نچے و زیارت مزید
 ادھر چپ ہر عاشق کامل ہوا
 یہی حالت اضطرابی میں تھا
 یہ ادراک اس اضطرابی کسے ہیں
 ہوئی جبکہ فرمایش اسکی بسم
 گوارا ہنیں تھا کروں اُسکو رد
 بہر حال اسکو کیا اختتام
 لکھا جب میں عورت کے واسطے
 و لے قرۃ العین صفدر حسین
 سعادت شمار و لباقیت و ثار
 اس ایام میں شوق اس فرنگ کا ہی
 ہی اس علم کہنے میں بس ہتام
 خدا او کا مقصد حاصل کرے
 کرے سعی کو طبع ادراک میں

در عینا ہر سی سر پہنجاہ دو
 ہوا تازہ باطن میں دیرینہ ریش
 یہاں تک کہ جا سے جلا دی مجھے
 سفر لا صلاح کیا اختیار
 دکھانے لگا بے طرح اپنا زور
 لگی دل سے آنیکو اُسکی نوید
 تہیہ طرف ادس کے مایل ہوا
 بعجت رسالہ نگاری میں تھا
 نیا سچ فقط فضل باری کے ہیں
 کیا حسب فرمایش اسکو قسم
 دیا مجھکو توفیق بھی وہ صمد
 ہو تا پہنچ بھی اختیار اسکا نام
 بچا یا بہر وقت کے آفات سے
 وہ لخت جگر ہے مرا نور عین
 دقیقہ رس و عاقل و کا نگار
 طلبگار تو حمید ذوالمن کا ہی
 زیادہ طلب ہی توجہ تمام
 مستغنی آئینہ دل کرے
 بہت فائدہ ہو دے آفاق میں

ہر ایک اسکی خواہش کرے ہونٹ
 انہیں امر خالی یہ حسنات سے
 الہی بحق رسول انا م
 وگر نور چشمان صاحب تمیز
 تمامی اجبا ہر اقرار با
 خزائن سے کرد و دل کے غنی
 خصوصاً محبت و شفیق صمیم
 قلم کا اسکو نہایت ہی شوق
 حلیم الطبع اور سلیم المزاج
 ہیں معلوم اکثر و قایق اوسے
 خدا شوق اوسکا و چند ان کرے
 بین از فرط اخلاص چا پناشتاب
 یہی حق سے ہی التجا و سوال
 بشرع محمد ہوا سکا قیام
 دلون سے جدا ظلمت غیر ہو

عقیدے ہو ذی فہم کے از حجبند
 ہی البتہ دینی مراعات سے
 علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
 تمامی برادر تمامی عزیز
 کر اپنی محبت سبہون کو عطا
 چکا انکو توحید کی چاشنی
 مراد دست دینی ہی احمد کلیم
 طلب ہوا و سے گردن دل کا طوق
 ہی بازاردل کا دمازہ رواج
 ہوئی حل بہت سے حقائق اسے
 اوسے ہر حق پسندان کے
 گردن نام اسکا بھی درج کتاب
 ہر یک و لکواس علم کا ہونیاں
 طبع آتش عشق سے دل بدام
 ہر یک شخص کا خفا نہ خیر ہو

ضمیمہ

یہ ضمیمہ سالہ اختصار کے خاتمہ پر لکایا گیا جب حال یک ہزار و دودھ
 و نو و سہ ہجری میں فقیر نے مکہ معظمہ کو پہنچا حج و زیارت سے کاسی
 و شرف زمین برسی جناب قدوة السالکین عمدة الواصلین واقف ہوا

لی مع اللہ شریعت پناہی حضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب قبلہ ہشتی
 وقادری مد اللہ ظلم سے بہرہ مند ہوا وہر جہاں طریقہ مشہورہ قادر ہشتی
 نقش بند یہ سہروردیہ کے خلافت واجازت سے سر بلند می حاصل کیا

نظم

شریعت کا ہے پیشوا ہے عدیل تصوف میں عالی مقامات ہی ہو تو حمید میں او کو حق الیقین ہوا ورع اور ذکر و فکر او کا کام کمال او کے محفی ہیں ظاہر بنین رکھا عہد اپنے کو وہ در نقاب میں باطن کا او کے کہن کیا ہو حال میں فیض او کے باطن سے پایا زیا کہاں نک کر دن شکر او کا بیا قلم تمام خاطر بنین وقت جوش	طریقیت کا وہب بطرز حیل موجد عجب ذمی کمالات ہی دوی او کے نظرون میں مطلق کشادہ ہے باب افادہ مدام کوئی اور کے باطن سے ماہر بنین یہی پوشیدہ اس ابر میں آفتاب یہہ کرنے کو ظاہر مجھے کیا مجال ہو میں شگلین دل بحسب مراد لکھے ہا بذت سلم اور قاصر زبان ترہ کام میں اپنے دایم خوش
--	--

ایضاً

سر خوش بادہ تفرید ہی امداد اللہ نیست اپنے سے ہی ستغرق در بکاشود حوصلہ کیا ہی یہ درویش پریشان دلکا گر بہ دنیا میں ہی لیکن نہیں دنیا او میں	غرق قلم توصیف ہی امداد اللہ واقف کلمہ تعجب ہی امداد اللہ فیض بخشندہ ہوا وید ہی امداد اللہ فرد ثانی تفرید ہی امداد اللہ
--	---

عین تحقیق مقامات ہر ارشاد و اسکا	مانع مشرب تقلید ہے امداد اللہ
دل روشن ہے ہر کشف مرید کمال	غیرت ساغر جمشید ہے امداد اللہ
قرب اور بعد کا نزدیکیا نہیں دوسکے قید	راہ باطن سے تباہ ہے امداد اللہ
چشم بیکار نہیں آئینہ ہر شکر مین	محفوظ نگاہی دید ہے امداد اللہ
بے حضوری سے گرفتار بلا ہی خاطر	لطف فرمایا گما امید ہے امداد اللہ

رباعی

واصل حق نائب پیران پیر	حضرت امداد ہے روشن ضمیر
جہین مجھ سے نقد نثار وجود	کردیا خاطر کو معدوم و فقیر

ایضاً در ہنگام عزم بیت المقدس گفتہ شدہ

مجھے خاطر حضور حضرت امداد اب ہیں	یہی کہ مدینہ ہی یہی بیت المقدس ہیں
خانی الذات کا رتبہ اگر حاصل نہ ہو تجلیو	سمجھتا ہوں کہ بد قسمت ہوں لائق ہوں

ایضاً

عروش کی صورت نظر آتی ہے مجھ کو پیر مین	صورت پاک محمد عرش کی تصویر مین
دیکھتا ہوں مین محمد مین ظہور نور ذات	خاطر اسب آئینہ ہوں اسل تنویر مین

ایضاً

جب تصور وحدت مطلق کا باتسکین ہوا	حق مین میرے حالت نزع و الیسین ہوا
دل مین قبر حشر کا خاطر بگیا کیا ہوا	جب مرا امداد امداد محی الدین ہوا

الغرض جناب مولانا مرشد نامہ سیلتنا فی الدارین کی تصنیف ضیاء القلوب بیان سلوک مین ہر چہاں طریقہ انیقہ کے بے نظیر یا یا فیض بخش پر تاثیر کیا

اس لئے اوس کے دقائقِ شریع سے آخر تک جناب موصوف کے خدمتِ شریف میں حل کیا چنانچہ ہر چار طریقہ تذکرہ بالا کے اذکار و اوراد و ذکر و مراقبات مندرجہ بقدر اوس میں مرقوم ہیں تجدیداً خاصۃً اوس کے عمل کی اجازت اور دوسروں کو تعلیم و تلقین کی بھی اجازت بدست مبارک شروع صفحہ ضیاء القلوب مطبوعہ کے حاشیہ پر حضرت ممدوح نے تحریر فرما کر ہر دو دستخط خاص سے مزین کر دیا وہ اب موجود ہے القصد رسالہ موصوفہ ہر جہتِ حجم میں کم ہے لاکن فوائدِ افزہ و منافعِ مستکارہ سے شامل طرزِ تالیف سے اوس کے تائیدِ غیبی صاف و صریح پائی جاتی ہے جو شخص طلبِ آلہی رکھتا ہے کوئی مرشد سے جو اجازت حاصل کیا ہو اجازت لیکر جس طریقہ میں چہتا ہے اور جس پر طریقہ سے غالب اعتقاد اور محبت اوسکو دلنشین ہو اوس طریقہ کے ذکر و فکر پر برابر بلا کھالت سعی جمیل عمل کرتا رہے البتہ امید ہے کہ راہِ سلوک بسرست و آسانی طریقی کی حصولِ مدعا سے کامیاب ہوگا لا توفیق الا باللہ باشد اور اس رسالہ کے تکرارِ ضیاء القلوب میں جو طرقِ اربعہ و اوراد و اذکار و ذکر و فکر مجربہ کی اجازت حضرت مرشدِ مظلہ سے اس فقیر کو پہنچی ہے تمام و کمال اوسکی اجازت اور دوسروں کو اجازت دینے کی اجازت فقیر نے قرۃ العین سعید دارین حاجی محمد صفدر حسین زاد اللہ عمرہ و ضاعف اللہ علیہ و عرفا کو دیا ہے جسکو طلب ہو بعد فقیر کے اون سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہم و توفیقنا و لمن شاء و عمل علیہ و حصل مرادہم۔

فائدہ

نکچ

جب حضرت ممدوح مدظلہ نے مکہ معظمہ میں یہ رسالہ اختصار ملاحظہ فرمایا ازب
مختصر و مفید و قریب الفہم اور جامع مسائل ضروریہ صوفیہ جسکا پڑھنا مبتدی کو ازجلیہ
واجبات و ضروریات ہوا ازبس صاف و سلیس ہے اور حضرت موصوف مولانا
وسیلستی فی الدارین کے خلفا اور مریدین عرب و ہند میں زیادہ ہین کیلک
رسالہ اکثر مقام پر روانہ کیا اور چند سطر بطور تقریظ قلم خاص سے لکھ کر دستخط
و مہر مبارک ثبت فرمایا ہر چند اوسہین چند الفاظ اسو طرح سکے ہین کہ یہ فقیر
کمیتہ خادم دیرینہ اوس منصب کا ہنین تھا لیاقت اوبن الفاظ سے
موصوف ہونے کی ہنین رکھا اور یہ کلام سیر اعجز و انکسار سے ہنین بلکہ لایا
اوس کے ہرگز ہرگز ہنین گرجو الفاظ کہ قلم اقدس سے کاغذ کو شرف طرازش
بخشی ہون فقیر ترک و محو کرنا اوسکا ادب سے دور سمجھ کر بعینہ مزین اور آ
کیا ہے وہی نہ

تقریظ جناب شہید مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و سلوۃ - اندون میں ایک نسخہ عجیب و غریب یعنی رسالہ اختصار
فی فوائد اسرار مصنفہ مجمع کمال صوری و منوی مولوی محمد محی الدین خاطر
مسوری کا جو فقیر کے نظر سے گذرا پسند آیا اول سے آخر تک بعور ملاحظہ کیا
خوب دیکھا تو موافق مذہب صوفیئن اور اعتقاد محققین اہل یقین کے
پایا مصنف موصوف سلمہ نے اس مسئلہ توحید کو کہ نہایت دقیق اور باریک

ہے باوجود اس اختصار عبارت کے ایسا وضاحت و صاف اور ربط و تفصیل کے ساتھ مع تشبیہات کے لکھا ہے جیسا باید و شاید جزاء اللہ غیر الجراء۔ الرہتم فقیر امداد اللہ عنہ حشری فاروقی ۱۲۹۳



رباعی از مولف

گر خدا کی ہر طلب سے گزرا چاہئے	ہی انیت سنگ ۵ یہ دور کرنا چاہئے
یہ تکلف یہ تعلق خاطر آزار ہے	سہل جیسا چاہئے اور سہل مرنے چاہئے

نظم از مولف

شرائے زندگی خوب ہے	یادگار یکی نشانی خوب ہے
ہے قریب الفہم باطرز شکر	مرحبا گو ہر نشانی خوب ہے
گرچہ ہر ہندی زبان میں صاف ہے	لیک یہ روشن بیانی خوب ہے
جان خدا ہے شیخ کی اعدا پر	اسین اسرار نہانی خوب ہے

فائدہ ختمیہ مکررہ

جب یہ رسالہ اول بار سال ۱۲۹۲ ہجری مطبع محبوب شاہی واقع حیدر آباد میں چھپکر شائع ہوا تھا مگر اکثر جائے غلطی باقی رہ گئی تھی علاوہ اس پر چھاپے کی غلطی ختم کر دی اس واسطے بعد نظر ثانی ۱۲۹۳ء ہزار دو صد و نو دہرتین ہجری میں مطبع سلطان الاخبار گلگدر میں چھاپا ہوا آج تک جو ۱۳۰۰ ہجری ہے ہر کہین وہی موجود ہے بلکہ اکثر لوگ خوانان ہین عدم میسری سے نالایق فقیر کے نزدیک مطلق ایک رسالہ تک بھی نہ پانچ فقیر اسی سال میں مہسور اور احسن کو جو مولد و موطن ہے گیا تھا بعض طالبین شاہی یقین

از قسم سنا و رجال جبغیران خدا جوئی میں غنیمت وقت ہیں۔ ابتدا
 علم تصوف کے خواہان ہوئے فقیر نے تلاش تمام ومان تین چار سال
 جو دستیاب ہوئے شروع کر داکے جب یہ مراتب ابتدائی اٹکے
 ذہن نشین ہوئے۔ بعضوں کو نعمت راز جو فنون تصوف و علوم حاصل
 میں بے نظیر درجہ سنا علی ضروریہ و اسرار مدققہ پر حاوی۔ برخوردار
 نور الایصار واقف رموز و اسرار سعید الدارین حاجی محمد صفدر حسین سلمہ
 زاد عرفانہ کے تالیفات سے ہی شروع کر دایا۔ کیونکہ ابتدائی مراتب تشریحات
 و مسائل متفرقہ و اصطلاحات حضرت موصوفہ جب تک معلوم نہ ہوں کتب
 مطول و مسائل دقیق کی تفہیم مطلق دشوار بلکہ غیر ممکن الغرض سال حال
 حسب فرمائش احباب بار ثالث ادھر نظر کر کے بلحاظ تائید و تذکیر افعال
 و الفاظ کو حسب محاورہ درست کیا گیا اور بعضی مضامین کی پس و پیشی اور
 کم و بیشی حسب موقع لکھنا مناسب جانا مگر باوصف اور کے بعینہ وہی راہ
 ہے جو دس سال پیشتر ۱۲۸۰ھ ہزار دو و صد و نو دوسرے میں چھاپا گیا
 ہے کوئی مضامین مسئلہ میں فرق نہیں سواے پس و پیشی مضامین کے
 کوئی تفاوت نہیں ہے یہ حال اس لحاظ سے صحیح ناظرین کو معلوم کرایا گیا
 کہ اس رسالہ مطبوعہ جدیدہ میں کم و بیشی و پس و پیشی دیکھ کر دوسرے
 تصرف پر حمل کریں۔ اللہ التوفیق و بہ نستعین۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ
 فقیر ۱۲۶۲ھ ہجری میں مدد ملک کوہ پر حیات قلندر پر حیات لکھ کر میں جناب غلام
 بانشاد و حید العصر حضرت سید قلندر حسین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز

سے بیعت کیا طریقہ قادریہ زرقیہ میں۔ اور بعد ۹۲ھ ہجری میں بمقام
 متبرکہ کہ معظمہ حضرت قدوة الواصلین فرید الدہر شیخ الہند و العرب جناب
 افضل الحاج امداد اللہ شاہ صاحب قبلہ چشتی و قادری مدظلہ علی رؤس الشریک
 سے ہر چار طبقہ اسنے قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ میں شرف
 اجازت و خلافت سے مشرف ہوا پھر بعد مقام بغداد شریف میں اولاد غوث
 الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسنے حضرت سیدی سندھی جناب سید محمود
 افندی سجادہ زاوۃ روضہ مبارک بعد امداد اللہ ظلہ العالی سے تبرکات و تینا
 طریقہ قادریہ غریزہ میں دولت اجازت و خلافت حاصل کیا بہرہ یاب ہوا
 بعد ۱۳۰۳ھ مقام لکھنؤ میں حضرت ملک العلماء مدرسی بحر العلوم عبد العلی صاحب قس سے
 کے ہوتے حضرت عبد الحکیم صاحب جنت مکانی کے خلف الرشید عارف باللہ
 جناب مولوی ابوالاحیا نعیم صاحب مدظلہ العالی سے خلافت و اجازت لینے کا
 اتفاق ہوا کیونکہ حضرت مدح کے سفر حج میں مرشدنا حضرت امداد اللہ شاہ صاحب
 قبلہ نے محض شرح منوئی شریف جو بحر العلوم سے فیض بخش عالم ہے اوس سے
 حضرت نعیم صاحب جو خاندان بحر العلوم ہیں اجازت و خلافت حاصل فرمائے
 تا منوئی شریف کے تدریس و تعلیم کے وقت شایع کی مدد ہوتی رہے فقیر نے
 بھی مرشدنا کے اتباعاً اوس شرف میں شریک ہوا حاصل مدعا یہ ہے کہ پہلے
 مرشد حضرت سید شاہ قلندر حسینی صاحب قبلہ قدس سرہ فقیر کے حق میں پیر
 بیعت ہوتے ہیں دوسرے پیر و سنگیر جناب امداد اللہ صاحب قبلہ مدظلہ پیر
 خلافت اور تیسرے اور چوتھے بزرگان پیر تربیت کہلاتے ہیں پس

اس فقیر نے بالاستحقاق پہلے پیر خلافت کا نام مبارک و مقدس شجرہ سلاسل
میں داخل کیا کرتا ہے اور اپنے کو امداد الہی سے طعنب کیا ہی اس فقیر کے ہمت
پر جو احباب و اعزاء طریقہ قادریہ میں بیعت کرے ہیں اور بعض خلافت و امامت
حاصل کرے ہیں اور تمام کو بھی لازم ہے کہ شرفاً و تعظیماً اپنے کو امداد الہی
سمجھیں اور کہا کریں اور لکھا کریں تو بہتر ہے حسن عقیدت اور عاقبت پر دلیل
قاطع ہے۔

رباعی

خدا کی محبت یہ روشن دلیل	محبت ہی مرشد کی سُن کے خلیل
سبب یہ کہ ستر آہی کی راہ	دکھایا ہے مرشد بوجہ جمیل

ایضاً

جب حسن عقیدت خدا ہے	اوس ملین محبت خدا ہے
ہے دولتِ آخرت اوس کو	دیدار ہے رحمتِ خدا ہے
مرشد سے ضرور ہے عقیدت	جس سے تجھے قربتِ خدا ہے
جس پیر سے تو خدا کو پایا	وہ ہادی وحدتِ خدا ہے
مرشد کو حقیر جس نے جانا	مردود پہ لعنتِ خدا ہے

ایضاً

یارِ دے مجھے محبت پیر	صحبت ہی تری نصیحت پیر
پایا ہے تجھے اوس سے خاطر	خود تیری عطا ہی نعمت پیر

اور ہر طریقہ میں جو شجرات حاصل ہوئے ہیں اور خلافت و امامت بھی
موجود ہیں یہ تمام یک شجرہ متفرعہ میں بہ ہیئت مجموعی سلسل لکھنا شروع

ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بر خوردار سعادت مند دارین محمد حسین
 سلمہ تام کر سکیں۔ اور جتنے طرق مددہ چارگانہ سے فقیر کو خلافت و اجازت
 پہنچی ہے اور شجرہ متفرعہ مجموعہ میں شریک ہی تادم کالابر خور دار محمد حسین
 مدعمرہ دراد عرفانہ کو اجازت و خلافت دیا ہوں ہر چہ از رنگ آباد میں
 دو تین سال کے پیشتر یک اجازت نامہ طریقہ قادریہ میں لکھ دیا تھا پس اب
 باقی طریقہ سہ گانہ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ دیگر طرق متفرقہ میں بھی
 اجازت دیا ہوں پس ہر چہ اربع طریقہ متبرکہ میں اپنا خلیفہ اور جانشین گرد
 ہوں اللہم زونی علیہ و عرفانہ دار فاع درجۃ عندک یا قاضی الحاجات
 بحرمت سید المرسلین نہو حبیبک و غوث الاعظم نہو محبوبک صلواتک
 و سلامک علیہ علی آلہ و اہل بیئہ و عترتہ الی یوم الدین یا ارحم الراحمین
 ارحمنی آمین ثم آمین اور کمالات ظاہری و باطنی و مراتب اسرار و عبادانی
 پر بر خوردار کی فقیر کو زیادہ فخر ہے حشر میں خدای اقدس کے زور و بھی
 فقیر کو ناز رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بیست

گر خدا پوچھے کہ کچھ تحفہ بھی باز رہیں دور سے دکھلا کے کہہ لگا کہ یہ محمد حسین
 اور محمدی خواجہ معین الدین صاحب الہامی طریقہ قادریہ میں برادر م غلام محمد الدین صاحب
 احسنی طریقہ قادریہ و چشتیہ میں فقیر سے اجازت و خلافت حاصل کرے ہیں
 جو لوگ فقیر سے محبت رکھتے ہیں ان سب سے محبت اور ایسا دوست رکھنا
 سعادت کا سبب ہے اللہم یا ربک علیہم آمین

